بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اچھے بچّو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے
دلچسپ کہانیاں اور مفید قصّے

مصنِّف

حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ

Idara Ghufran
www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق کتب خانہ ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: اچھے بچو

مصنف: حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ

طباعتِ اول: جنوری 2017ء ربیع الآخر 1438ھ

صفحات: 80

ملنے کے پتے

Idara Ghufran

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
5	**تمہید** از مفتی محمد رضوان صاحب
6	چغل خوری کا انجام
10	جھوٹ بولنے کا انجام
14	لالچ کا انجام اور شکر کا انعام
20	راہب اور جادوگر
27	شکاری اور ریچھ
31	شکاری اور سپاہی
34	شرابی
36	دھوبی اور ہنس
40	عقل مند وزیر
44	سب سے بڑا ہتھیار

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے	47
سچ بولنے کی برکتیں	50
اتحاد میں ہی طاقت ہے	52
عجیب دعوت	55
عادت سے مجبور	59
مظلوم کی بَد دُعا	61
لالچ بُری بلا ہے	64
نیکی کا بدلہ	67
زبان کا زخم	70
جیسی کرنی ویسی بھرنی	73
برکتوں والی روزی	75
علم کی دولت	78

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مفتی محمد رضوان صاحب)

عزیزم اور برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ، میرے سب سے بڑے بھائی اور والد صاحب رحمہ اللہ کے بعد والد کے قائم مقام تھے، والد صاحب جناب حاجی محمد غفران صاحب رحمہ اللہ کے بعد ان کا سہارا اور وجود بڑی نعمت تھا، اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ ادارہ غفران کے قیام سے ہی میرے ساتھ شریک تھے، اور ادارہ غفران کی مخلصانہ جذبے کے تحت خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ادارہ غفران کے قیام کے وقت معاشی حالات کمزور تھے، لیکن برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ نے ہر قسم کی ریاضت، جفاکشی اور مجاہدہ کو برداشت کیا۔ برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ بڑے شفیق انسان تھے، دوسروں کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے، اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے تھے، انہوں نے ادارہ غفران کی خدمات کے زمانے میں نظامت کے فرائض بھی انجام دیئے، اور مختلف اوقات میں ماہنامہ التبلیغ میں پیارے بچوں اور طب وصحت کے مستقل سلسلوں کے تحت مضامین لکھے۔ ان کے بچوں کے سلسلے سے متعلق مضامین مختلف اوقات میں شائع ہوئے، وہ اب کتابی صورت میں شائع کیے جا رہے ہیں، افسوس ہے کہ اس وقت برادرِ محترم حکیم محمد فیضان صاحب رحمہ اللہ ہمارے درمیان میں نہیں ہیں، ان کا حال ہی میں مؤرخہ 18 شعبان 1437ھ بروز جمعرات انتقال ہوگیا، ان کے یہ مضامین ان کی یاد تازہ کرتے رہیں گے، اور ان شاء اللہ ان کے لیے صدقۂ جاریہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اور ان کے درجات بلند فرمائے، اور ان کی خدماتِ دینیہ کو مقبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔ فقط۔

محمد رضوان 8/ رمضان المبارک/ 1437ھ۔ 2016/ 6/ 14، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

چغل خوری کا انجام

پیارے بچو! کسی کی کوئی ایسی بات جس میں دوسرے کی برائی بیان کی گئی ہو اور دوسرے کو بھڑکایا گیا ہو، تو اسے دوسرے تک پہنچانا، چغلی کہلاتا ہے۔

اسی کو لگائی بجھائی کرنا بھی کہتے ہیں، چغل خوری سے آپس میں دشمنیاں اور لڑائی جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں، رشتے ناطے اور تعلقات خراب ہو جاتے ہیں، اور معاشرے میں بگاڑ اور فساد پھیل جاتا ہے۔

پیارے بچو! چغلی کا یہ عمل ہمارے مذہب میں بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے نبی سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

چغلی کرنے کا دنیاوی نقصان بھی بہت ہے۔ لوگ ایسے آدمی کو بہت برا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے گھر گھر میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور جس کو ایک دفعہ چغلی کرنے کی عادت ہو جائے تو وہ بڑے ہو کر بھی چھوٹتی تو ہے نہیں، بس کچھ ہی دنوں میں سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس بندے کو چغلی کرنے کی عادت ہے، پھر تو وہ انسان ایسا بدنام ہو جاتا ہے کہ ہر بندہ دل ہی دل میں اس کو برا سمجھنے لگتا ہے۔

پیارے بچو! آج آپ کو ایک چغل خور کا قصہ سناتا ہوں۔

بہت پرانے زمانے کی بات ہے، عرب کے ملک میں ایک اچھا خاصا مال دار گھرانہ آباد تھا۔ ان کی فیملی میں ایک میاں صاحب اور ایک ان کی بیگم صاحبہ تھیں، ہنسی خوشی ان کی زندگی گزر رہی تھی۔ میاں صاحب کو ایک دن خیال آیا کہ اللہ نے ہمیں اتنا روپیہ پیسہ دیا ہے کیوں نہ ہم لوگ کام کاج کے واسطے ایک غلام خرید لیں...... پہلے زمانے میں غلام اور باندیاں ہوتی تھیں اور لوگ اپنے کام کاج کے لئے ان کو خرید لیتے تھے جو کہ ان کی خدمت بھی کرتے اور گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے...... میاں صاحب غلام خریدنے بازار جا پہنچے........... ایک

www.idaraghufran.org

غلام ان کو پسند آ گیا، جوان ہٹا کٹا اور خوبصورت......غلام بیچنے والے آدمی سے پوچھا کیوں بھئی اس غلام میں کوئی عیب تو نہیں ہے؟...... بیچنے والے نے کہا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے، بس ذرا سی چغلی کھانے کی عادت ہے۔

میاں صاحب نے کہا چلو یہ تو کوئی بڑا عیب نہیں ہے۔غلام کی قیمت پوچھی اور دام ادا کر کے اسے خرید لیا اور اپنے گھر لے آئے ......غلام بہت فرمانبردار تھا، خدمت کرتا تھا، جو کام بھی کہتے فوراً کر دیتا تھا......میاں صاحب تو کچھ دنوں کے بعد بھول ہی گئے کہ غلام میں کوئی عیب بھی ہے......اب غلام کو تو اپنی پرانی عادت ستانے لگی، وہ سوچنے لگا کہ کیا چغلی کروں، کیا چغلی لگاؤں؟......کس سے لگاؤں؟......آخر اس نے ایک دن برا سا منہ بنایا اور بیٹھ گیا۔ میاں صاحب اپنے کام پر گئے ہوئے تھے......بیگم صاحبہ نے سوچا پتہ نہیں کیا بات ہے، غلام آج کچھ چپ چپ سا ہے......کہیں غلام کی طبیعت تو خراب نہیں......؟ بیگم صاحبہ نے غلام سے پوچھا کیا بات ہے؟ آج کام نہیں کر رہے ہو، سارا کام بکھرا پڑا ہے......طبیعت تو ٹھیک ہے......؟ بس غلام تو موقع کی تلاش میں تھا اس کو چغلی لگانے کا موقع مل گیا......بولا بیگم صاحبہ نہ ہی پوچھو تو بہتر ہے، بات کہنے کی نہیں......یہ سن کر تو بیگم صاحبہ کی پریشانی اور بڑھ گئی، گھبرا کر پوچھا اللہ خیر کرے کیا مسئلہ ہے۔

غلام نے پھر پینترا بدلا کہنے لگا جانے دیں، آپ برا مان جائیں گی۔اور میاں صاحب کو بتا دیں گی۔

پھر تو بیگم صاحبہ کو اور بھی پریشانی ہوئی......سختی سے کہنے لگی کہ مجھے جلدی بتا کیا بات ہے ؟

غلام کہنے لگا کہ کیا بتاؤں آپ تو اتنی اچھی ہیں، پیاری ہیں، خوبصورت ہیں، جوان ہیں، اور عادت بھی اتنی اچھی ہے۔میاں صاحب سے بھی اتنی محبت کرتی ہیں، اور میاں صاحب ہیں کہ دوسری عورت سے شادی کرنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔بیگم نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے، میرے میاں تو اچھے ہیں، وہ ایسا ہرگز نہیں کریں گے......غلام نے کہا کہ مجھے جھوٹ

بولنے کی کیا ضرورت ہے، مجھے تو آپ کا خیال ستارہا ہے کہ آپ ہی کو بعد میں پریشانی ہوگی......مگر آپ فکر نہ کریں میرا ایک جاننے والا ہے وہ تعویذ دھاگے کا کام کرتا ہے، عامل ہے۔بس آپ اس طرح کریں کہ استرے سے میاں صاحب کی داڑھی کے کچھ بال کاٹ کر مجھے لادیں، میں ان باتوں پر ایسا عمل کروادوں گا کہ میاں صاحب آپ سے ہٹ کر کبھی کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کریں گے...... یہ سن کر بیگم صاحبہ نے کہا یہ کون سا مشکل کام ہے، یہ پیسے لے اور جلدی سے مجھے تیز سا استرا لا کر دے میں آج ہی رات کو جیسے ہی میرے میاں سو جائیں گے، بال کاٹ کر تجھے لادوں گی......اور جو خرچہ بھی عامل کا ہوگا وہ بھی دے دوں گی، بس میرا یہ کام کرا کے دے۔

غلام نے فوراً بیگم صاحبہ سے پیسے لے کر استرا خریدا اور خوب تیز کر کے بیگم صاحبہ کو لا کر دے دیا۔

غلام دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ کام بن گیا، بیگم صاحبہ اس کے کہنے میں آ گئیں...... اور اب میاں صاحب کے پاس جا پہنچا۔

کہنے لگا آقا اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کہوں......؟ میاں صاحب نے کہا کہو کیا بات ہے، کیا چاہیئے؟......غلام بولا: نہیں آقا چاہیئے تو کچھ نہیں، اللہ آپ کا سایہ سلامت رکھے، کچھ آپ کے گھر کی بات ہے آپ تو سارا دن کام پر ہوتے ہیں، اور گھر میں...... مالک نے کہا کیا ہوا گھر میں......کوئی چوری ہوگئی، بولتا کیوں نہیں، کیا مصیبت آ گئی گھر میں؟

غلام نے کہا......آپ ناراض ہوں گے جانے دیں......آپ کے گھر کا راز کیسے فاش کروں ...... مالک نے کہا کچھ بتائے گا بھی کیا بات ہے؟ غلام بولا اگر مجھے نہ ماریں اور بیگم صاحبہ کو بھی نہ بتائیں تو بتا دیتا ہوں...... مالک نے کہا ہاں ہاں بتا کیا بات ہے تو بے فکر ہو کے بتا۔

غلام نے آہستہ سے کان میں کہا آقا آپ تو کام پر چلے جاتے ہیں، آپ کے بعد وہاں گھر پر غیر مرد آتے جاتے ہیں۔آج تو بیگم صاحبہ نے آپ کو بالکل جان سے ہی مارنے کا

منصوبہ تیار کرلیا ہے......بس آپ رات کو سونے کی ایکٹنگ کر کے لیٹ جانا۔ پھر خود ہی دیکھ لینا، آج سوتے ہوئے آپ کی گردن استرے سے کاٹنے کا پروگرام ہے۔ استرا لا کر رکھا ہوا ہے، جان کی خیر چاہئے تو بس آج جاگتے رہنا......

یہ سن کر میاں صاحب بہت پریشان ہوئے کہ میں اپنی بیوی کو اتنا اچھا سمجھتا ہوں، اور اتنا اعتبار کرتا ہوں اور اس نے یہ گُل کھلا رکھے ہیں کہ میری جان کی دشمن بنی ہوئی ہے۔

میاں صاحب رات کو گھر آئے کھانا کھا کر جلدی سے بستر پر لیٹ گئے، اور جھوٹ موٹ سونے کا بہانہ کرلیا، مگر چپکے چپکے سے ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر دیکھتے رہے کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ ادھر بیگم صاحبہ کام کاج سے فارغ ہوئیں، دیکھا کہ میاں صاحب تو سو چکے ہیں اور نیند کے مزے لے رہے ہیں، تو بیگم صاحبہ نے موقع اچھا سمجھا اور استرا اٹھا کر لائیں اور جیسے ہی داڑھی سے بال کاٹنے کو ہاتھ بڑھایا......

میاں سمجھ گیا کہ غلام نے جو خبر دی تھی وہ سچ نکلی۔

اس سے پہلے کہ بیوی کچھ کہتی اس کے ہاتھ سے استرا چھین کر اسی استرے سے بیوی پر وار کر کے ختم کر دیا۔

ادھر بیوی کے میکے والوں کو پتہ چلا کہ ہماری بیٹی کو داماد نے مار دیا، تو بدلہ میں انہوں نے غصہ میں آ کر میاں صاحب کو قتل کر دیا۔

اور یوں ایک چغل خور کی وجہ سے پورا گھرانا اجڑ گیا، ہنستی مسکراتی زندگی آہوں سسکیوں کی نظر ہوگئی، بچے یتیم ہوگئے۔

اس واقعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ چغل خوری اور لگائی بجھائی سے کس طرح گھر اجڑتے ہیں اور خاندان کے خاندان ختم ہوجاتے ہیں، چغل خوری اور لگائی بجھائی بہت بری بلا ہے اس سے ہمیں بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں چغلی اور غیبت سے بچائے۔ آمین۔

(ماہنامہ التبلیغ ''مئی 2007ء - ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ'' جلد 4 شمارہ 4)

www.idaraghufran.org

جھوٹ بولنے کا انجام

پیارے بچو! ہمارے مذہب میں جھوٹ بولنے کو بہت ہی بُرا سمجھا جاتا ہے بلکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے...... ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنے سے بچو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو اس سے اللہ بہت ناراض ہوتا ہے، پھر جھوٹ بولنے والے کی کسی بھی بات کا کوئی دوسرا یقین نہیں کرتا، کیونکہ سب اُس کو جھوٹا سمجھنے لگتے ہیں، چاہے وہ سچ ہی کیوں نہ بول رہا ہو۔

پیارے بچو! ہنسی اور مذاق میں بھی بالکل جھوٹ نہیں بولنا چاہئے.... کیونکہ اللہ کے رسول اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے بھی منع فرمایا ہے...... فرمایا کہ بربادی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے...... بربادی ہے اس کے لئے...... بربادی ہے اس کے لئے۔

پیارے بچو! جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمادیا کہ بربادی ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جھوٹ بول کر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے...... اس کے علاوہ مرنے کے بعد بھی جھوٹ بولنے کا بہت خوفناک اور دردناک عذاب ہے۔

صبح کا سہانا سماں تھا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار دوست) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟

سب نے جواب دیا کہ نہیں!...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے!

اور یہ تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے کہ نبیوں کے خواب بھی سچے اور حقیقت کے مطابق ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب سنانا شروع کیا......کہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے، اور دوسرا آدمی کھڑا ہے اور اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا زنبور (سنڈاسی یا چمٹا جس کا منھ آگے سے گول سا مُڑا ہوا ہوتا ہے) ہے......اور اس بیٹھے ہوئے آدمی کے کلے (گال) کو اُس زنبور سے چیر رہا ہے، یہاں تک کہ گُدّی (یعنی حلق) تک جا پہنچتا ہے......پھر دوسرے کلے (یعنی گال) کو بھی اسی طرح سے چیرتا ہے.....اتنی دیر میں پہلا (گال) ٹھیک ہو جاتا ہے......پھر اُس کو دوسری بار چیر دیتا ہے......

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس شخص کو جھوٹ بولنے کی وجہ سے یہ عذاب ہو رہا تھا اور قیامت تک اس کو یہ عذاب جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہوتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی ہر طرح کے عذاب سے حفاظت فرمائے۔

پیارے بچو! آج آپ کو ایک جھوٹ بولنے والے چرواہے کی کہانی سناتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ چرواہا کسے کہتے ہیں......؟ چرواہا بھیڑ، بکریاں چرانے والے کو کہتے ہیں......گاؤں دیہات میں جو بچے مدرسے میں نہیں جاتے......اسکول سے...... پڑھائی سے جان چراتے ہیں......تو ماں باپ اُن بچوں کو کام پر لگا دیتے ہیں۔ گاؤں میں زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں، گائیں، بکریاں، بھینسیں وغیرہ پال لیتے ہیں۔

پیارے بچو! یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ ان گائے بکریوں سے گاؤں والے دودھ حاصل کرتے ہیں، پھر اُس دودھ سے مکھّن، گھی، دہی اور پنیر بناتے ہیں......اور اِنہی چیزوں پر گاؤں والوں کی سادہ سی زندگی کی گزر بسر کا سامان ہوتا ہے....

پیارے بچو! ان جانوروں سے ہمیں گوشت بھی ملتا ہے......ان جانوروں کو ذبح کر کے ہم لوگ اُن کا گوشت حاصل کرتے ہیں......اور ان جانوروں کی کھال بھی سو طرح سے ہمارے

کام میں آتی ہے...... مثلاً یہ کھالیں جب کارخانوں میں آتی ہیں، تو ان سے جوتے، کوٹ، بیگ، بیلٹ وغیرہ بے شمار چیزیں بنائی جاتی ہیں......اور بھیڑوں، دنبوں، اونٹوں سے ہمیں اون اور پشم بھی حاصل ہوتی ہے، جس سے گرم کپڑے، چادریں، جرسیاں اور کئی دوسری کام کی چیزیں بنتی ہیں۔

بس کچھ لوگ اپنے اپنے جانور بکریاں گائیں بھینسیں جنگل میں چرانے کے لئے کسی بچے کو دے دیتے ہیں، اسی کو چرواہا کہا جاتا ہے۔

پیارے بچو! یہ بہت پرانی بات ہے۔

ایک چرَواہا جنگل میں بکریاں چرَاتا تھا......ایک دن اُس کو شرارت سوجھی کہ کیوں نہ جُھوٹ مُوٹ کی کوئی فنکاری دکھا کر گاؤں میں سب کو بے وقوف بنایا جائے۔

چنانچہ ذہن میں پوری ایک پلاننگ کر کے اچانک زور زور سے چلّانا اور شور مچانا شروع کر دیا:

بچاؤ...... بچاؤ...... شیر آ گیا...... شیر آ گیا...... گاؤں والو! مجھے بچاؤ...... بچاؤ...... شیر آ گیا......

یہ آواز سن کر گاؤں اور جنگل میں جو بندے کام کر رہے تھے، سب دوڑتے دوڑتے اُس کے پاس جا پہنچے......

یہ دیکھ کر چرواہا زور زور سے ہنسنے لگا...... میں نے تو مذاق کیا تھا...... میں نے تو جھوٹ بولا تھا۔

یہ ماجرا دیکھ کر لوگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے......؟

لوگوں کو اس چرواہے کی اس بھونڈی اور بُری حرکت پر غصہ تو بہت آیا، لیکن برداشت کر گئے......اور اسے سمجھایا...... بیٹا اس طرح نہیں کرتے...... بُری بات ہے دوسروں کو پریشان نہیں کرتے ...... جھوٹ نہیں بولتے ...... چرواہا کھڑا ہنستا رہا......اور سب لوگ واپس اپنے گھروں اور کام پر آ گئے۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ جنگل میں سچ مچ شیر آ گیا...... چرواہا ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔

پھر بھی چرواہے نے ہمت کر کے مدد کے لئے سب کو پکارنا شروع کیا، بہت آوازیں دیں، بہت رویا...... گاؤں والوں کو بہت بلایا...... بچاؤ...... بچاؤ...... بچاؤ......شیر آ گیا بچاؤ......

لیکن کاٹھ کی ہنڈیا روز روز تو چولھے نہیں چڑھتی، اب لوگوں نے اس کی چیخ و پکار پر کوئی کان نہ دھرا اور اس کی چیخ و پکار کا کوئی اثر نہ ہوا......لوگ یہی سمجھے کہ یہ جھوٹا، دغا باز، شرارتی لڑکا ہے، لوگوں کو تنگ کرنے اور بے وقوف بنانے کے لئے اس طرح کے ڈھونگ رچا تا ہے......

چرواہے کی دردناک آہیں اور چیخیں جنگل میں گونجتی رہیں اور کوئی بھی مدد کو نہیں آیا۔

شیر نے چرواہے کو چیر پھاڑ کر کھالیا......بکریاں بھی ماردیں۔

گاؤں میں سب سوچتے رہے کہ چرواہا جھوٹ بول رہا ہے۔

اور یوں جھوٹ بولنے کی عادت نے چرواہے کو شیر کے منہ میں پہنچا کر موت کا نوالہ بنا دیا...... اور جھوٹ بولنے اور دھوکا دینے کی سزا میں زندگی اس سے روٹھ گئی.....دنیا نے اس سے منہ موڑ لیا...... چرواہا دردناک موت مرا......

آؤ بچو! ہم عہد کریں کہ اب مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے بچیں گے۔

اللہ سے دعا کریں کہ:

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ سے اور غیبت سے اور سارے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچائے۔ آمین۔

(ماہنامہ التبلیغ ''جون 2007ء - جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ'' جلد 4 شمارہ 5)

لالچ کا انجام اور شکر کا انعام

پیارے بچو! پرانے زمانے میں عرب کے ملک میں ایک قوم آباد تھی۔اس قوم کا نام بنی اسرائیل تھا......بنی اسرئیل میں تین آدمی تھے۔

ایک کوڑھی......دوسرا گنجا......تیسرا اندھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا اوران کے پاس ایک فرشتے کو انسانی شکل وصورت میں بھیجا۔

فرشتے دراصل اللہ کی پیدا کی ہوئی ایک خاص مخلوق ہے، جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور ہمیں نظر نہیں آتے۔

وہ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا کہ:

دنیا میں تجھ کو کیا چیز سب سے پیاری ہے؟

یہ تو آپ سب کو معلوم ہی ہوگا کہ فرشتے بھی انسانوں کی طرح سے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں، جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں اور جس کام پر بھی اللہ نے اُن کو لگا دیا، بس وہی کرتے ہیں، کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ نے اُن کو نُور سے پیدا کیا ہے۔

پیارے بچو! کیا آپ کو پتہ ہے کوڑھی کسے کہتے ہیں؟

کوڑھ ایک چھوت کی بیماری ہوتی ہے۔اس بیماری میں انسان کے پورے جسم کی چمڑی اور جلد خراب اور بدنما ہوجاتی ہے۔مریض کے اعضاء اور ہاتھوں پیروں کی انگلیاں تک کٹ کر گر جاتی ہیں۔

کوڑھی نے کہا کہ:

میں تو بس یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اِس کوڑھ کی بیماری کو دُور کردے......

اور مجھے بھی اچھی رنگت اور خوبصورت کھال اور جلد عطا فرمادے، تاکہ میں بھی

www.idaraghufran.org

سب لوگوں کے ساتھ اُٹھ بیٹھ سکوں۔ اب تو سب مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں، اور مجھے برا سمجھتے ہیں، مجھ سے گھِن اور نفرت کرتے ہیں......اپنے پاس بیٹھنے بھی نہیں دیتے۔

یہ سن کر اس فرشتہ نے فوراً اپنا ہاتھ اُس کے بدن پر پھیر دیا۔ فرشتہ کا ہاتھ پھیرنا تھا کہ وہ ایک دم فوراً بھلا چنگا ہو گیا......اُس کی کوڑھ کی بیماری دُور ہوگئی۔

پھر اس فرشتہ نے پوچھا کہ:

تجھے کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟

اُس نے کہا کہ:

مجھے ''اونٹ'' بہت پسند ہیں۔

فرشتے نے اُس کو ایک بچے دینے والی اونٹنی دے دی، اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اِس میں برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی سوال کیا کہ:

بتا تجھے کیا چیز سب سے زیادہ پیاری ہے؟

گنجے نے کہا کہ:

میں تو یہی چاہتا ہوں کہ میرے بھی اچھے اور پیارے سے بال نکل آئیں......یہ بلا اور بیماری مجھ سے جاتی رہے۔ سب لوگ اس بیماری کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتے ہیں......اور مجھے بُرا سمجھتے ہیں۔

یہ سن کر فرشتے نے اُس کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دیا......اُس کے بھی فوراً خوبصورت اور پیارے سے بال نکل آئے۔

اس کے بعد پھر فرشتے نے اُس سے پوچھا کہ:

تجھے کونسا مال پسند ہے؟

اُس نے کہا کہ:

مجھے ’’گائے‘‘ بہت پسند ہے۔

پھر فرشتے نے اُس کو ایک بچے دینے والی بہترین گائے دے دی، اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اِس میں برکت دے۔

پھر چلتے چلتے وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ:

بتا تجھے کیا چیز چاہئے؟

اندھے نے جواب دیا کہ:

میں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری آنکھیں ٹھیک کر دے تا کہ میں سب آدمیوں کو دیکھ سکوں، اور دنیا کو دیکھوں کہ اللہ نے دنیا میں کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔

اُس فرشتے نے اللہ کا نام لے کر اُس اندھے کی آنکھوں پر بھی اپنا ہاتھ پھیر دیا...... اور اللہ تعالیٰ نے اُس اندھے کو آنکھوں کی روشنی عطا فرما دی، اس کی اندھیری دنیا میں بہار آ گئی۔

پھر فرشتے نے پُوچھا کہ:

بتا تجھے کیا مال پسند ہے؟

اُس نے جواب دیا کہ:

’’بکری‘‘

یہ سن کر فرشتے نے اس کو ایک بچے دینے والی بکری دے دی۔ اور برکت کی دعا دی۔

پھر کُچھ ہی دنوں کے بعد ان تینوں جانوروں نے یکے بعد دیگرے کئی کئی بچوں کو جنم دیا...... اور اللہ تعالیٰ نے اِن میں اِتنی برکت ڈالی کہ کچھ ہی دنوں میں اُس پہلے آدمی کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اُس دوسرے آدمی کی گایوں سے اور اُس تیسرے آدمی کی بکریوں سے وادیاں اور گھاٹیاں بھر گئیں۔

کچھ عرصے کے بعد پھر وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی پہلی صورت میں پہلے کوڑھی کے

پاس آیا اور کہا کہ

میں ایک غریب و مسکین آدمی ہوں، میرے پاس سفر کا سب سامان ختم ہو گیا...... آج میرے پاس گھر تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں ہے، سوائے اللہ کے اور تیرے۔ میں اُس اللہ کے نام پر کہ جس نے تجھے اتنی اچھی رنگت اور خوبصورتی عطا فرمائی ہے......ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، تا کہ اُس پر بیٹھ کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔

یہ سن کر اُس آدمی نے جواب میں فرشتے سے کہا کہ:

اس مال میں اور بہت سے لوگوں کا حصہ ہے...... مجھے اور بہت سارے حقوق پورے کرنے ہیں......چل یہاں سے دُور ہو...... تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔

یہ سُن کر فرشتہ بولا!

شاید میں نے تجھے پہلے بھی دیکھا ہے......تو کہیں وہی آدمی تو نہیں جو پہلے کوڑھی تھا؟ تجھ سے سب لوگ گھن اور نفرت کرتے تھے اور کیا تو غریب اور مفلس نہیں تھا...... پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و دولت سے نواز دیا اور مالا مال کر دیا؟

یہ سننا تھا کہ وہ غصہ میں لال و پیلا ہو گیا، اُس نے تو آنکھیں ہی بدل لیں، تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ:

واہ بھئی واہ، ارے میں تو خاندانی رئیس ہوں، یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا سے چلا آ رہا ہے۔

یہ سن کر فرشتے نے کہا کہ:

اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

اور یہ آدمی پہلے کی طرح ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ چلتے چلتے اُسی پہلی صورت میں گنجے کے پاس آ گیا اور اُس سے بھی وہی سوال کیا،

جو کوڑھی سے کیا تھا۔

اس نے بھی پلٹ کر ویسا ہی جواب دیا جیسا کہ کوڑھی نے دیا تھا۔

فرشتے نے کہا کہ:

اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

اور وہ بھی پہلے جیسا ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ تیسرے آدمی یعنی اندھے کے پاس اُسی پہلی صورت میں آیا اور اُس سے کہا کہ:

میں مسافر ہوں اور غریب و مسکین ہوں...... بے سروسامان ہو گیا ہوں...... آج سوائے اللہ کے اور تیرے میرا کوئی سہارا نہیں...... میں اُسی اللہ کے نام پر جس نے تجھے دوسری بار بینائی اور دیکھنے کی طاقت دی ہے...... ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تا کہ اس سے اپنا کام چلاؤں اور سفر پورا کروں۔

اُس آدمی نے فرشتے کے جواب میں کہا کہ:

تو نے سچ کہا...... بے شک میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی رحمت سے مجھے دوبارہ بینائی اور دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ میں غریب تھا، اللہ نے مجھے مالدار بنا دیا۔

خدا کی قسم! میں تجھے کسی چیز سے نہیں روکوں گا، جتنا مال تیرا دل چاہے لے جا، اور جو چاہے چھوڑ دے۔

فرشتے نے اس کو جواب دیا کہ:

بھائی اپنے مال کو اپنے پاس رکھ مجھے اس میں سے کچھ بھی نہیں چاہئے...... ہمیں تو اللہ کی طرف سے صرف تم تینوں کی آزمائش منظور تھی...... سو ہو چکی، تیرا یہ سب مال محفوظ رہا، اور اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض ہوا، اور ان کو ناشکری کی وجہ سے محروم کیا۔

پیارے بچو! اُن پہلے دونوں آدمیوں کو لالچ اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی وجہ سے کیا نتیجہ ملا۔ سارا مال، دولت، عزت چھن گئی اور وہ جیسے پہلے کوڑھی، گنجے اور غریب تھے ویسے ہی رہ گئے...... اللہ تعالیٰ اُن سے ناراض ہوا، اور تیسرے آدمی کو شکر کرنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی مال و دولت اور خوشیاں ملیں۔ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوا۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی اتنی ڈھیر ساری نعمتیں دی ہیں ......ہمیں آنکھیں دیں...... ہاتھ پاؤں دیئے......کھانے پینے کی اتنی اچھی اچھی نعمتیں دی ہیں۔

ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے ......کبھی بھی اللہ کی ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔

غریبوں کا خیال کرنا اور گنجائش کے مطابق اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کرتے رہنا چاہئے، اس سے مال میں بھی برکت ہوتی ہے اور آنے والی بلائیں، مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتے ہیں۔

(ماہنامہ التبلیغ ''اگست 2007ء - رجب ۱۴۲۸ھ'' جلد 4 شمارہ 7)

راہب اور جادوگر

پیارے بچو! پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جو کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو خدا اور رب سمجھتا تھا۔
جب کہ یہ تو ہم سب جانتے ہیں......اور ہم سب کا یقین ہے کہ رب صرف ایک اللہ ہے۔
اور یہی مطلب ہے کلمہ لا الہ الا اللہ کا
اُس بادشاہ کے پاس ایک جادوگر تھا جس کے ذریعہ سے وہ اپنے اُلٹے سیدھے کام کرواتا اور سیدھے سادے لوگوں کو بے وقوف بنا کر اپنے راج پاٹ کا نظام چلاتا تھا۔
جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اُس نے کہا بادشاہ سلامت میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں......آپ میرے پاس کوئی چھوٹا بچہ بھیج دیا کریں......میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے میں کسی کو اپنا کام سکھا دوں۔
بادشاہ نے اُس کے پاس ایک بچے کو چھوڑ دیا......وہ بچہ روزانہ اُس جادوگر کے پاس جانے لگا......اور اُس جادوگر نے اس کو جادوٹونا سکھانا شروع کر دیا۔
پیارے بچو! یہ تو آپ کو پتہ ہی ہوگا کہ ہمارے مذہب میں جادوٹونا کرنا اور کروانا سب گناہ کا اور بُرا کام ہے۔
جب یہ بچہ جادوگر کے پاس جادوٹونا سیکھنے کے لئے جاتا آتا، تو آتے جاتے اُس کے راستے میں ایک راہب آتا تھا۔
پیارے بچو! کیا آپ جانتے ہیں راہب کسے کہتے ہیں؟
اگر آپ کو پتہ نہیں تو سمجھ لیجئے کہ عیسائی مذہب کے جو لوگ دنیا کے کام کاج چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اُن کو راہب کہا جاتا تھا۔
ایک مرتبہ وہ بچہ اُس راہب کے پاس کچھ دیر کے لئے رُک گیا، اور اُس راہب کی بات چیت سُنی، راہب نے اللہ کا کلام سنایا......جو اس بچہ کو بہت بھلا معلوم ہوا......پھر جب بھی آتے

www.idaraghufran.org

جاتے موقع ملتا وہ بچہ راہب کے پاس رک کر اُس کی اچھی اچھی باتیں سنتا......اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا، اور جب اسے جادوگر کے پاس پہنچنے میں اُس کو دیر ہو جاتی تو جادوگر اُس کی خوب مار لگاتا۔

ایک دن اُس لڑکے نے راہب کو بتایا کہ جب میں جادوگر کے پاس دیر سے پہنچتا ہوں تو جادوگر مجھے مارتا ہے......اور گھر پر دیر سے جاتا ہوں تو گھر والوں کی ڈانٹ پڑتی ہے۔

راہب نے کہا کہ جب تجھے دیر ہو جایا کرے تو اُس جادوگر کو بول دیا کر کہ گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا، گھر پر کچھ کام تھا......اور جب گھر والوں کا ڈر ہو تو ان کو کہہ دیا کر کہ جادوگر نے ہی دیر سے چھٹی دی...... یوں ہی کافی دنوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

پھر ایک مرتبہ اُس لڑکے نے دیکھا کہ سب لوگ حیران ہیں ایک خونخوار شیر نے لوگوں کا راستہ بند کر رکھا ہے......اُس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ آج آزمایا جائے...... کہ جادوگر کا جادو سچا ہے یا کہ راہب کا دین سچا ہے......؟

چنانچہ اُس بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور دل میں کہا اے اللہ! اگر جادوگر کے مقابلے میں راہب کا دین سچا ہے اور وہ تجھے پسند ہے تو تُو اِس جانور کو قتل کر دے......تا کہ راستہ کھل جائے اور سب لوگ آجا سکیں......

یہ بات دل میں سوچ کر اللہ کا نام لے کر وہ پتھر اُس خونخوار درندہ کے دے مارا...... پتھر لگتے ہی فوراً وہ خونخوار درندہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

پھر تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت نے اُس بچے کے دل میں اور بھی گھر کر لیا۔ وہ لڑکا دوڑتا دوڑتا راہب کے پاس آیا اور اُس کو سارا قصہ سنایا۔

یہ ماجرا سُن کر اُس راہب نے کہا ......اے بیٹے آج کے دن تو مجھ سے بھی آگے بڑھ گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں تیرا مرتبہ بہت اونچا ہو گیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ کی طرف سے تجھے آزمایا جائے......اگر تو کسی مصیبت میں پھنس جائے تو کسی سے بھی میرا ذکر نہ کرنا۔

اس واقعے کے بعد اُس بچے کا ایمان اور یقین اللہ تعالیٰ پر پکا ہوگیا، وہ بچہ بڑے بڑے بیماروں کو، کوڑھیوں اور اندھے لوگوں کو اللہ کا نام لے کر......اللہ سے دعا مانگ کر دَم کرتا اور وہ شفایاب ہو جاتے تھے۔

کچھ ہی دنوں میں وہ بچہ بہت مشہور ہو گیا...... یہاں تک کہ بادشاہ کے دربار میں ایک اندھا وزیر تھا، جب اُس نے بچہ کی مشہوری سُنی تو بہت سارے تحفے وتحائف لے کر آیا اور اُسے کہا کہ:

"میں آنکھوں سے اندھا ہوں، اگر تم مجھے ٹھیک کر دو تو یہ سارے تحفے تحائف تمہارے لئے ہیں"۔

اُس لڑکے نے جواب دیا کہ "میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا...... بلکہ حقیقت میں شفا دینے والی ذات تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، وہی بیماری دیتا ہے وہی شفا دیتا ہے، وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے...... پھر اُس سے سچے دل سے بینائی حاصل ہونے کی دعا کرے تو وہ تجھے ضرور شفایاب کرے گا۔

اُس شخص نے فوراً کلمہ پڑھا اور ایمان لے آیا، اور پھر اللہ سے اپنی بینائی اور آنکھوں کی روشنی حاصل ہونے کی دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھوں کی روشنی عطا فرما دی۔ اور وہ آدمی جب بھلا چنگا ہو گیا تو پھر بادشاہ کے دربار میں پہنچا اور پہلے کی طرح بادشاہ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔

باشاہ نے اُس سے پوچھا کہ:

کہاں سے علاج کروایا تیری بینائی کیسے واپس آئی؟

اُس نے سکون واطمنان سے جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے دوبارہ بینائی عطا فرمائی ہے۔

بادشاہ تو چونک گیا اور غصے سے کہا کہ کیا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟

اُس شخص نے جواب دیا کہ:

میرا اور آپ کا بلکہ کل جہان کا رب ایک اللہ ہے۔

یہ سن کر بادشاہ نے اُس کو جیل خانہ میں ڈلوادیا اور وہاں جلاد اور داروغے کے ذریعے اُس کو سخت اذیتیں دینے لگا!......اُس سے پُوچھتا کہ بتا یہ تجھے کس نے سکھایا ہے...... جب تک اُس نے لڑکے کا نام نہیں بتایا اُس کو سخت سزائیں دیتا رہا۔

آخر جب وزیر سخت سزاؤں کو برداشت نہ کرسکا تو پوری بات بادشاہ کو بتادی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس گستاخ لڑکے کو فوراً گرفتار کرکے پیش کیا جائے۔

لڑکے کو گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے دربار میں پیش کیا گیا۔

بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ:

اے لڑکے کیا تیرا جادو اِس حد تک پہنچ گیا کہ تُو پیدائشی اندھوں، کوڑھی لوگوں کو بھی ٹھیک کرنے لگا اور نہ جانے کیا کیا کام کرنے لگا؟

اُس لڑکے نے جواب دیا کہ:

’’بادشاہ سلامت میں کسی کو کیا شفا دوں گا، میں تو خود محتاج ہوں، شفا دینے والی ذات تو ایک اللہ کی ہے، جو کہ سب کا رب ہے‘‘۔

بادشاہ نے اُس لڑکے کے لئے بھی جلاد کو حکم دیا، اسے خوب مارو اور مارتے رہو کہ جب تک یہ ساری سچائی نہ بتادے۔

جلاد اس کو بھی مارنے لگا......سخت سزائیں دیتا اور پوچھتا رہا کہ بتا یہ سب باتیں تجھے کون سکھاتا ہے......کس نے تجھے باغی بنایا ہے؟......اتنا چھوٹا ہے باتیں اتنی بڑی بڑی کرتا ہے۔

آخر ایک دن جب تکلیف نا قابل برداشت ہوگئی تو اس لڑکے نے راہب کا نام اور پتہ بتادیا، جس کے بعد بادشاہ کے حکم کے مطابق راہب کو گرفتار کرکے لایا گیا۔

بادشاہ نے راہب کو کہا کہ:

''اپنے دین کو اپنے مذہب کو چھوڑ دے''

مگر وہ نہ مانا انکار کر دیا، اپنے ایمان پر قائم رہا۔

بادشاہ نے اس راہب کو آرے سے چروا کر اُس کے سر کے بیچ سے دو ٹکڑے کروا دیئے۔

پھر اُس وزیر کو بلایا گیا جو پہلے نابینا تھا اور ایمان لا چکا تھا اور اُس کو بھی وہی بات کہی، مگر وزیر بھی نہ مانا اور ایمان پر ڈٹا رہا۔ پھر اس کو بھی وہی سزا دی گئی۔

اب لڑکے کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اس سے بھی دین چھوڑنے کی بات کی ......مگر یہ لڑکا بھی اپنے دین پر قائم رہا۔

یہ سن کر بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو لے کر سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤ اور اس سے معلوم کرو اگر یہ اپنے دین کو چھوڑ دے، تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو پہاڑ سے نیچے لڑھکا دو۔

حکم ملتے ہی سپاہی اس لڑکے کو پکڑ کر پہاڑ پر لے کر چڑھ گئے، چڑھتے چڑھتے جب پہاڑ کی اونچی چوٹی پر جا پہنچے، اور نیچے گرانے کا مشورہ کرنے لگے......تو اُس لڑکے نے اللہ سے دعا کی کہ:

''اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے کسی بھی طرح ان سے بچا سکتا ہے، مجھے ان ظالموں سے بچا''

دعا کرنے کی دیر تھی کہ پہاڑ کو زلزلہ آ گیا، پہاڑ ہلنے لگا اور سارے سپاہی پہاڑ سے نیچے لڑھک لڑھک کر مر گئے۔

وہ لڑکا چلتا ہوا واپس باشاہ کے دربار میں جا پہنچا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ وہ سپاہی کہاں ہیں جو تیرے ساتھ گئے تھے؟

لڑکے نے جواب دیا اللہ نے، جو میرا رب ہے، مجھے ان کے شَر سے بچا لیا۔

بادشاہ نے پھر کافی سارے سپاہیوں کو بلایا اور حکم دیا کہ اس لڑکے کو کشتی میں بٹھا کر گہرے سمندر میں لے جاؤ اور اگر یہ اپنے دین کو چھوڑ دے تو خیر ورنہ اسے سمندر میں دھکا دے دو۔

پھر یہ سپاہی اس لڑکے کو کشتی میں بٹھا کر بیچ سمندر میں لے گئے اور جب اس کو گرانے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے تو اس لڑکے نے پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اللہ سے دعا کی......

اللہ تعالیٰ نے فوراً دعا قبول کر لی......اور کشتی نے ان سب سپاہیوں کو اللہ کے حکم سے بیچ سمندر میں پلٹ دیا۔سارے سپاہی سمندر میں غرق ہو گئے۔

مگر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی موجوں نے بحفاظت اس معصوم بچے کو ساحل پر لا کر چھوڑ دیا۔

پیارے بچو! کیوں کہ سمندر ہو یا پہاڑ ہو ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا ہی حکم چلتا ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور قدرت میں ہے۔وہ لڑکا چلتے چلتے واپس بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھ جو سپاہی گئے تھے وہ کہاں ہیں؟

لڑکے نے کہا کہ میرے اللہ نے، جو میرا رب ہے، مجھے ان سے بچالیا۔

پھر اُس بچے نے بادشاہ کو کہا ''تو مجھے اس وقت تک نہیں مار سکتا جب تک تو وہ کام نہ کرے جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں''۔

بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟

اس لڑکے نے کہا تو ''لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور مجھے کھجور کے شہتیر پر سولی چڑھا، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال اسے کمان میں رکھ اور کہہ کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ

''اس اللہ کے نام سے جو لڑکے کا رب ہے''

پھر مجھے تیر مار، اگر تو ایسا کرے گا تو مجھے مار پائے گا۔

بادشاہ نے پورے شہر میں اعلان کروادیا کہ فلاں میدان میں سب لوگ جمع ہو جائیں وہاں پر اس باغی لڑکے کو موت کی سزا دی جائے گی۔

اعلان کے ہوتے ہی پورے میدان میں ایک جم غفیر مَردوں عورتوں کا جمع ہو گیا اور میدان کھچا

کچھ بھر گیا۔

اب بادشاہ نے اس لڑکے کو سولی پر چڑھایا اور پھر تیر کو کمان میں رکھا اور کہا:

''اس اللہ کے نام سے جو لڑکے کا رب ہے''

اور تیر اس لڑکے کو مار دیا، وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی پر لگا اس نے اپنا ہاتھ جہاں تیر لگا تھا رکھا اور مر گیا، یہ منظر دیکھ کر سب ایمان لے آئے، اور سب نے ایک زبان ہو کر شور مچا دیا اور نعرے لگانے لگے کہ:

''ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے''۔ہم اس لڑکے کے خدا پر ایمان لائے''۔''ہم اس لڑکے کے اللہ پر ایمان لائے''۔

جس بات سے بادشاہ ڈر رہا تھا وہ ہو کر رہی، ایک بچے کی قربانی سے پوری قوم کو اللہ نے ایمان کی دولت عطا فرمادی۔اور بادشاہ نے بہت ظلم ڈھائے لوگوں کو آگ کی بڑی بڑی خندقیں تیار کر کے ان میں ڈالا اور بہت بڑی تعداد میں لوگ قربان ہوئے، لیکن ایمان پر کوئی سودا نہ کیا، پھر اس بادشاہ اور اس کے وزیروں، مشیروں اور اس کے لشکر پر اللہ کی پکڑ آگئی اور وہی آگ پھیل کر ان کے محلات اور ایوانوں تک جا پہنچی اور سب کو جلا کر بھسم کر دیا، یوں یہ لوگ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت بھی ان کی خراب ہوئی، قرآن مجید کی سورہ بروج میں اسی طرح کے واقعہ کا ذکر ہوا ہے۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ بچوں کی دعائیں بہت جلدی قبول فرماتا ہے، آپ سب بھی اللہ سے خوب دعائیں، اچھی اچھی چیزیں اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے مانگا کرو اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتا ہے۔

اور بچو جیت ہمیشہ حق اور سچ کی ہوتی ہے۔لوگ آج تک اس بچے کا نام فخر سے لیتے ہیں اور اس بادشاہ کو سب برا کہتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

(ماہنامہ التبلیغ ''اکتوبر 2007ء - رمضان ۱۴۲۸ھ'' جلد 4 شمارہ 9)

شکاری اور ریچھ

پیارے بچو! آج آپ کو ایک شکاری کی کہانی سناتے ہیں۔

چھٹن چچا ایک ادھیڑ عمر کے آدمی تھے درمیانہ قد، سانولا سا رنگ، گٹھا ہوا جسم، داڑھی اور بال بالکل سفید موتی کی طرح چمکتے ہوئے، ان کو شکار کا بہت زیادہ شوق تھا، بس ذرا کسی نے کہا چلو چچا میاں شکار پر چلتے ہیں تو نہ دن دیکھتے نہ رات فوراً اپنی بندوق لے کر شکار کے لئے چل پڑتے۔

کبھی بھری سردی میں مرغابیوں کا شکار ہو رہا ہے تو جھیل پر پڑے ہوئے ساری رات گزار دی، کبھی ہرن اور نیل گائے کے شکار پر کئی دن گھنے جنگلوں میں اپنی ٹولی کے ساتھ شکار کھیلتے رہتے۔ خود تو پرانے زمیندار تھے کام وغیرہ کوئی ذمے نہیں تھا۔

بس اللہ اللہ کر لیا، یا شکار وغیرہ پر نکل گئے۔

دوستوں کے ساتھ جیپ گاڑی پر شکاریوں کی ٹولی جاتی تھی، سرچ لائٹ، چولھا، کھانے پکانے کے برتن، گوشت بنانے کے اوزار، شکار اٹھا کر لانے کے لئے دو تین نوجوان بندے ساتھ ہوتے، دوسرے بھی کئی شکاری دوست ساتھ ہوتے تھے، اور اس طرح شکاریوں کا پورا قافلہ نکلتا تھا۔

جب چھٹن چچا شکار کر کے واپس آتے تو کئی کئی ہرن، نیل گائے وغیرہ کا شکار کر کے ساتھ لاتے، اور اس طرح سب دوستوں کی عید ہو جاتی تھی، پورے محلے میں تبرک کی طرح گوشت تقسیم ہوتا، اور بیٹھک میں مزے لے لے کر شکار کے واقعات سنے سنائے جاتے تھے۔

چھٹن چچا ایک مرتبہ دوستوں کے ساتھ پہاڑ پر گھنے جنگلوں میں شکار پر گئے، موسم میں ہلکی خنکی تھی، تیز بارش ہو کر رکی تھی بلکہ ابھی بھی ہلکی ہلکی بوندا باندی چل رہی تھی۔

مغرب کا وقت قریب تھا چچا میاں شکار کے چکر میں اپنے دوستوں سے دور نکل گئے، ابھی کچھ

www.idaraghufran.org

زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ انہیں......شائیں......شائیں کی آوازیں آنے لگیں، عجیب سی آواز جیسے ہوا کا تیز طوفان ہو......مگر نظر کچھ نہ آتا......ایک لمحے کے لئے خاموشی ہوتی، دوسرے لمحے پھر وہی......شائیں......شائیں کی خوفناک آواز سناّٹے کو توڑتے ہوئے گونجنے لگتی۔

یہ آواز بند ہوتی تو پرندوں کے اڑنے، کوّوں کی ڈری ڈری سی کائیں کائیں کی آوازیں کانوں میں پڑتیں۔

چچا چھٹن ڈرنے والے تو تھے نہیں......ویسے بھی بندوق ان کے ہاتھ میں تھی۔

ان کے قدم خود بخود آواز کی طرف بڑھنے لگے ابھی کچھ ہی دور گئے......تو جو منظر سامنے تھا، اسے دیکھ کر اوسان خطا ہونے لگے۔

سامنے ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے ہوئے موجود تھا، اور اس کے منہ سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں......اس سے کچھ ہی قدم آگے ایک ریچھ سانسوں سانس ہونے کی حالت میں تیز بھاگ رہا تھا۔

اچانک اس اژدھا نے سانس اندر بھرنا شروع کیا......تو ریچھ اژدھا کی طرف الٹے پیروں کھنچنا شروع ہو گیا......جیسے کوئی اس کو مضبوط رسےّ سے باندھ کر اپنی طرف کھینچ رہا ہو...... اور ریچھ پوری طاقت لگا کر اپنے آپ کو چھڑا کر بچنے کی کوشش کر رہا ہو......ابھی ریچھ اژدھا کے منہ تک نہیں پہنچا تھا کہ اژدھا کا سانس ٹوٹ گیا......جیسے ہی اس اژدھا نے باہر کو سانس لیا تو پھر ایک تیز روشنی ہوئی، اُس کے منہ سے آگ نکلنے لگی...... چچا چھٹن دیکھ کر پریشانی کی حالت میں سوچنے لگے کہ:

آخر کروں تو کیا کروں؟

اگر اژدھا کو گولی مارتا ہوں تو ریچھ مجھے ماردے گا......اور اگر ریچھ کو گولی ماروں تو اژدھے نے مجھے نہیں چھوڑنا......ایک لمحہ سوچ کر چچا چھٹن نے بندوق سیدھی کی اور......تڑاتڑ دو گولیاں چلا کر آنکھیں بند کرلیں ......گولی بالکل ٹھیک نشانے پر لگی ...... کچھ دیر زبردست

آوازیں آئیں جیسے کوئی بھاری چیز زمین پر دے دے کر مار رہا ہو......لیکن پھر خاموشی ہوگئی، تو چچا چھٹن کی جان میں جان آئی۔

آنکھیں کھول کر دیکھا اژدھا تو مر چکا تھا، مگر ریچھ سامنے کھڑا تھا جو کہ لمبی لمبی سانسیں بھر رہا تھا، اور ٹکٹکی لگائے چچا میاں کو دیکھ رہا تھا...... چچا میاں نے ''لا الـــہ الا اللہ'' کا ورد شروع کر دیا کہ اب پلک جھپکتے ہی یہ خونخوار ریچھ حملہ کرے گا اور زندگی کا کھیل ختم......ریچھ بالکل پاس آچکا تھا اور چچا میاں کا جسم تو جیسے شل ہوگیا ہو......ہاتھ پاؤں کا کسی نے خون نچوڑ لیا ہو ......مگر ریچھ پرنم آنکھوں سے خاموش دیکھتا رہا، جیسے کہ کچھ کہنا چاہتا ہو، لیکن کہہ نہ پا رہا ہو اور خاموش نگاہوں سے جان بچانے کا شکریہ ادا کر رہا ہو......پھر ریچھ نے منہ سے چچا چھٹن کی قمیص کا دامن پکڑ لیا......جیسے کہہ رہا ہو آؤ میرے ساتھ ساتھ چلو...... چچا میاں ڈرے سہمے ہوئے سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

ریچھ ان کو لے کر گھنے درختوں کے ایک جھُنڈ کے پاس آیا پھر دوڑ کر جھاڑیوں میں غائب ہوگیا اور چند ہی لمحوں میں واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کسی جنگلی گھاس کی جڑ تھی......وہ چچا چھٹّن کو دی اور اشارہ کیا کہ اس کو کھاؤ...... چچا میاں کو ڈرتے ڈرتے نہ چاہتے ہوئے بھی یہ جڑ کھانی پڑی......پھر وہ ریچھ جنگل میں چلا گیا۔

چچا میاں نے شکار وِکار بھول کر واپس اپنے گھر کی راہ لی.....گھر آ کر بھی کئی دن تک وہ خوفناک اژدھا تصور میں آ کر اُن کو ڈراتا رہا...... بیٹھے بیٹھے اچانک اگر اُس شام کا خیال بھی آجاتا تو اچھل کر رہ جاتے تھے۔

اس کے کچھ دنوں کے بعد پھر دوبارہ اپنی پہلے والی حالت پر آگئے......وہی یار دوست وہی شکار کی باتیں......مگر ایک عجیب تبدیلی اُن کے اندر آگئی اب اُن کے سفید بال کالے ہونے شروع ہوگئے اور کچھ ہی دنوں میں تمام سر اور داڑھی کے بال کالے نکل آئے ......داڑھ، دانت جو ہلتے تھے وہ بھی پہلے کی طرح مضبوط ہوگئے، اور جوانوں کی سی قوت اور توانائی چچا جی

اپنے اندر محسوس کرنے لگے، محلے پڑوس کے لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ لو بھئی اب تو بڑھاپے میں چچا میاں نے بال رنگنے شروع کردیئے......کوئی کہتا کہ چچا میاں کا دوبارہ گھوڑی چڑھنے کا ارادہ ہے......غرضیکہ کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کہتا جتنے منہ اتنی باتیں۔

بالآخر جب چچا چھٹّن نے اپنے یار دوستوں کو بتایا کہ بھائی یہ سب کچھ اس ریچھ کی کھلائی ہوئی جڑی بوٹی کا کمال ہے......تو لوگوں کو پتا چلا کہ ماجرا کیا ہے۔ پھر لمبے عرصے تک چچا میاں کے سارے سر اور داڑھی کے بال بالکل اسی طرح کالے رہے۔

پیارے بچو! اچھے کام کا اچھا نتیجہ ہوتا ہے۔

دیکھو! چچا چھٹن نے ریچھ کے ساتھ بھلائی کی اور خطرناک اژدھے سے اس کی جان بچائی تو اس کے بدلے میں ریچھ نے بھی جانور ہوکر بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیا۔

ہم تو انسان ہیں، ہمیں بھی سب کے ساتھ اچھا عمل اور اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اور جانوروں پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

اگر کسی وقت موذی اور تکلیف دینے والے جانور کو مارنا بھی ہو تو اس کو تڑپا تڑپا کر یا زندہ جلا کر نہیں مارنا چاہیئے، ہمارے مذہب میں یہ بہت بڑا گناہ ہے، بلکہ اسے جلدی مارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اور اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریاتِ زندگی کا علم عطا فرمایا ہے، اور جانور بظاہر تو بے عقل نظر آتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کسی نہ کسی درجہ کی سمجھ بوجھ عطا فرمائی ہے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''نومبر 2007ء - شوال ۱۴۲۸ھ'' جلد 4 شمارہ 10)

شکاری اور سپاہی

پیارے بچو! ایک شکاری دریا پر سارا دن مچھلیاں پکڑ کر بازار میں لے جا کر بیچتا تھا، بس یہی اس کا کام تھا، اسی پر اس کا گذر بسر ہوتا تھا...... مچھلیاں پکڑتا پھر بازار میں جا کر ان کو بیچتا، اور گھر کا سامان سودا خرید کر لاتا تھا، آج کل بھی بہت سے لوگوں کا یہی کاروبار ہے۔ مگر اب تو مچھلی پکڑنے کے بڑے جدید طریقے ایجاد ہو گئے ہیں۔ لوگ گہرے سمندروں میں جہازوں میں سوار ہو کر مچھلی کا شکار کرتے ہیں اور یہ بھی بہت بڑا کاروبار ہو گیا ہے۔ ایک دن اس شکاری کو تالاب پر بیٹھے ہوئے سارا دن گذر گیا، شام ہونے کو تھی...... کوئی مچھلی ہاتھ نہیں آئی ...... کہ اچانک اس کے جال میں ایک بہت بڑی مچھلی آ گئی...... وہ بہت خوش ہو گیا کہ آج تو اللہ نے اتنا اچھا شکار دے دیا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور گھر چلنے کی تیاری کرنے لگا...... مگر ایک موٹا سا پولیس کا سپاہی اس کو دیکھ رہا تھا۔

اس سپاہی نے فوراً وہ مچھلی شکاری سے چھین لی، شکاری نے جب اس سپاہی سے اپنی مچھلی مانگی تو سپاہی نے شکاری کی ڈنڈے سے خوب مار لگائی، آخر وہ غریب شکاری بیچارا کیا کرتا، رو دھو کر خالی ہاتھ اپنے گھر چلا گیا، شکاری کی بیوی یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوئی۔

اس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کیا کسی سے لڑائی جھگڑا ہو گیا؟ یہ اتنی زیادہ چوٹیں کیسے لگیں؟

پھر شکاری نے سارا ماجرا سنایا کہ:

آج تو اتنی بڑی مچھلی پکڑی تھی مگر ایک سپاہی نے وہ مچھلی بھی چھین لی اور واپس مانگنے پر اتنی بے دردی سے مار بھی لگائی۔

یہ سن کر بیوی کو بہت صدمہ ہوا۔

افسوس! جو پولیس بادشاہ سلامت نے عوام کی خدمت اور حفاظت کے لئے لگائی ہے جب وہ ہی عوام کو لوٹنے لگے تو آخر غریب بے چارہ شکایت کس سے کرے۔

www.idaraghufran.org

ادھر سپاہی مچھلی لے کر اپنے گھر کی طرف جارہا تھا کہ راستہ میں مچھلی نے اس کے ہاتھ کے انگوٹھے میں کانٹا ماردیا......اس ذرا سے کانٹے کے لگنے کی وجہ سے ہاتھ میں اس قدر درد اور تکلیف ہوئی کہ کسی صورت آرام نہ ملا ساری رات درد کی وجہ سے جاگتے ہوئے اور ہائے ہائے کرتے گزرگئی۔

صبح ہوئی تو ڈاکٹر کے یہاں گیا......ڈاکٹر نے دوا وغیرہ دی، پٹی باندھی، مگر نہ آرام آنا تھا اور نہ آرام آیا، وہ زخم پکتا رہا یہاں تک کہ پورا انگوٹھا خراب ہوگیا۔ڈاکٹر نے کہا کہ:

انگوٹھے میں زہر پھیل گیا اس کو کاٹنا پڑے گا۔

آخر انگوٹھے کو کٹوانا ہی پڑا......مگر انگوٹھا کٹنے کے بعد بھی زخم اندر ہی اندر پکتا رہا، دوبارہ پھر بڑے ڈاکٹر کو دکھایا......اس ڈاکٹر نے دوا وغیرہ دی......کچھ پرہیز بتائے اور کہا کہ:

علاج میں سستی نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ ہی خراب ہوجائے اور پورے ہاتھ میں زہر پھیل جائے۔

سپاہی صاحب اپنی نوکری سے بھی گئے اور ہزاروں روپے علاج پر خرچ ہورہے تھے......مگر آرام کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ بلکہ اس مثال کی مصداق ہوگیا کہ:

''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

ڈاکٹروں نے پھر تجویز دی کہ ہاتھ کو کاٹنا پڑے گا ورنہ زہر کے جسم میں پھیلنے کا اندیشہ ہے...... مجبوراً ہاتھ کٹوادیا......پھر بھی تکلیف کم نہ ہوئی زخم ٹھیک ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا......اپنی زندگی سے مایوسی ہونے لگی تھی، پھر تو سپاہی کو محسوس ہونے لگا کہ شاید یہ زخم جان ہی لے کر رہے گا......رو رو کر دعائیں بھی کرتا......دوا علاج میں بھی کوئی کسر نہ تھی، مگر کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا سوکھ کر کانٹا سا ہوگیا تھا۔

پھر کسی اللہ والے سے ملاقات ہوئی اسے سارا دکھڑا سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ:

یہ اسی مچھیرے کی بد دعا کا اثر ہے......ارے یوں کب تک اپنے جسم کے ایک

ایک عضو کو کٹوا تا رہے گا...... جا کر اس غریب مچھیرے سے معافی مانگ لے۔

یہ سنتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور روتا ہوا مچھیرے کو ڈھونڈنے نکل گیا۔

وہ مچھیرا دریا پر بیٹھا مچھلیاں پکڑ رہا تھا، سپاہی نے فوراً جا کر اس کے پیر پکڑ لئے، رو رو کر اس سے معافی مانگنے لگا کہ:

بھائی! مجھے معاف کردے...... بھائی میرے حال پر رحم کھا، اللہ کے لئے مجھے معاف کردے۔

مچھیرے نے اس کو نہیں پہچانا، پہچانتا بھی کیسے، کیوں کہ جب وہ سپاہی تھا تو زبردست رعب بڑی بڑی مونچھیں موٹا تازہ تھا اور اب دبلا پتلا اور بہت کمزور ہو چکا تھا، مچھیرے نے پوچھا کہ:

بھائی! تو کون ہے، کیا کہہ رہا ہے کس بات کی معافی مانگ رہا ہے؟

پھر اس نے بتایا کہ:

میں وہی سپاہی ہوں جس نے تیری مچھلی تجھ سے چھینی تھی اور تیرے اوپر ظلم کیا تھا۔ اللہ نے مجھے اس کی یہ سزا دی ہے کہ آج میں معذور ہو چکا ہوں۔

یہ سن کر مچھیرے کا بھی دل بھر آیا، اس نے سپاہی کو دل سے معاف کیا، پھر کچھ دنوں میں اس سپاہی کا اللہ تعالیٰ نے زخم بھی ٹھیک کر دیا، مگر ایک ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔

پیارے بچو! ہمیں ہر کام ایمانداری سے کرنا چاہئے، ظلم و زیادتی اور کسی کا حق مارنے اور کمزوروں کو ستانے سے بہت ڈرنا اور بچنا چاہئے۔

پیارے بچو! کمزوروں پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مظلوم کی آہ اور بددعاء بہت جلدی قبول ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں سیدھے راستے پر چلائے۔ آمین۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
کہ رحمتِ حق بہر استقبالِ او آمد

(ماہنامہ التبلیغ "دسمبر 2007ء - ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ" جلد 4 شمارہ 11)

www.idaraghufran.org

شرابی

پیارے بچو! یوں تو انسان کو ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا چاہئے......اور کسی بھی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے، کیونکہ ہر گناہ ہمیں آگ اور جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے، اور جہنم میں سخت قسم کی آگ دہک رہی ہے، جس کا ایندھن انسان اور جنات ہیں، جو کہ دنیا میں گناہ کرنے اور بداعمالیوں کی وجہ سے اس کا ایندھن بنیں گے۔ تو ہمیں ہر گناہ سے بچتے رہنا چاہئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ گناہ ایک آگ کی چنگاری ہے، یہ سوچ کر کہ یہ چھوٹی سی چنگاری ہے، ہم اس آگ کو اپنے بستر میں تو نہیں رکھ سکتے۔ جس طرح ہم آگ کے بڑے شعلے سے بچتے ہیں، اسی طرح چھوٹی چنگاری سے بھی خود کو بچاتے ہیں، کیوں کہ چھوٹی چنگاری سے ہی بڑا شعلہ بن جاتا ہے۔

ایسی ہی مثال چھوٹے اور بڑے گناہوں کی ہے، چھوٹے چھوٹے گناہوں سے اگر نہ بچا جائے تو بڑے گناہوں سے بچنا بھی بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پیارے بچو! آج آپ کو ایک شرابی کی کہانی سناتے ہیں۔ بنی اسرائیل قبیلے کا ایک بادشاہ تھا اس کو خیال آیا کہ یہ پتہ لگانا چاہئے کون سا گناہ سب سے بڑا ہے......اس نے بہت غور کیا، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا، کبھی سوچتا کہ کسی کو ناجائز قتل کرنا بڑا گناہ ہے......کبھی اسے خیال ہوتا کہ سور کا گوشت کھانا بڑا گناہ ہے......کبھی ذہن میں آتا کہ شراب پینا بڑا گناہ ہے......کبھی سوچتا کہ جوا کھیلنا بڑا گناہ ہے۔

اسی سوچ و فکر کے دوران اس بادشاہ نے ایک آدمی کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کو حکم دیا کہ آج تیرا جس گناہ کرنے کو دل چاہے کر لے۔ چاہے تو شراب پی لے، جوا کھیل......کسی کو قتل کر لے......یا سور کھا......میری طرف سے آج معاف ہے......میں کوئی قانونی سزا نہیں دوں گا......لیکن صرف ایک گناہ کرنا، دوسرا گناہ کرنے کی اجازت نہیں۔

www.idaraghufran.org

اس نے بہت سوچا کہ کون سا گناہ سب سے چھوٹا ہے وہی کروں، بالآخر اس نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ شراب پی لیتا ہوں کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا، اور بادشاہ کا حکم بھی پورا ہو جائے گا...... یہ سوچ کر شراب خانے جا پہنچا......اور شراب پی لی۔

شراب پیتے ہی نشہ چڑھا، بے ہوشی ہوئی اور عقل خراب ہوگئی، نشے میں ہوٹل جا کر سور کھایا اور جوا خانے میں جا پہنچا......وہاں جا کر جوا کھیلتا رہا......جُوے میں ہار جیت میں کچھ لڑائی جھگڑا ہوا اور تلوار نکال کر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ پولیس نے پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا، تب بادشاہ نے کہا کہ نشہ کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اور نشہ کرنے پر سخت پابندی لگائی، کیونکہ نشہ دوسرے گناہوں کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

پیارے بچو! آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکوں پر گلی محلوں میں کئی نشئی بے ہوش پڑے ہوتے ہیں......کوئی ان کو ہوش نہیں ہوتا......نہ کھانے کا پتہ نہ صفائی کی خبر...... بلکہ نالیوں اور گندیوں کے ڈھیروں پر پڑے ہوتے ہیں......اس کے علاوہ نشہ کرنے سے کینسر، بلڈ پریشر، دل کا دورہ اور نہ جانے کیسی کیسی جان لیوا بیماریاں گھیر لیتی ہیں اس لئے ہمیں بھی اس سے بچنا چاہئے۔

اگر آپ کے دوستوں میں سے بھی کوئی سگریٹ، گٹکا، نسوار، تمباکو، پان وغیرہ بُری عادتوں میں مبتلا ہو تو اس کو روکنا چاہئے۔

کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک طرح سے چھوٹا نشہ ہے اور نقصان ان کا بھی بہت ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ چیزیں آگے چل کر بڑے نشہ کا عادی بنا دیتی ہیں۔

لہٰذا ایسے لوگوں سے بھی اپنے کو بچانا چاہئے، جو بری عادتوں میں مبتلا ہوں، اچھے اچھے دوست بنانے چاہئیں کیونکہ اچھی صحبت کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بُری صحبت سے بچائے اور نیک بنائے۔ آمین۔

(ماہنامہ "التبلیغ" جنوری 2008ء - ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ" جلد 4 شمارہ 12)

دھوبی اور ہنس

پیارے بچو! ہنس ایک بہت خوبصورت پرندہ ہوتا ہے، اکثر تالابوں کے کنارے بیٹھا رہتا ہے، چشموں، ندیوں، پانی کے گھاٹوں پر اڑان بھرتا اور بسیرا رکھتا ہے، انسان کو دور سے ہی دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔

پرانے زمانے میں ایک دھوبی کسی تالاب کے کنارے کپڑے دھویا کرتا تھا۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ پہلے زمانے میں لانڈریاں اور ڈرائی کلینز وغیرہ نہیں ہوتی تھیں، نہ ہی آج کل کی طرح گھر گھر واشنگ مشینیں تھیں، بلکہ پانی بھی گہرے کنوؤں سے ڈول رسی سے کھینچ کر نکالنا پڑتا تھا یا دور چشموں سے بھر کر لانا پڑتا تھا...... جیسا کہ اب بھی ہمارے دُور دراز کے دیہاتوں میں کہیں کہیں ایسا ہی ہوتا ہے۔

دھوبی میلے کپڑے گھر گھر جا کر اکٹھے کرتے تھے، پھر ندی یا تالاب پر لے جا کر اُن کپڑوں کو دھو کر صاف کرتے اور واپسی پر جن کے جو کپڑے ہوتے، ان کے گھروں میں جا کر دے آتے تھے۔ یہی اُن کا کاروبار ہوتا تھا۔

اسی طرح وہ دھوبی بھی روزانہ تالاب کے گھاٹ پر جا کر کپڑے دھویا کرتا تھا، وہاں پر ایک ہنس بھی رہتا تھا۔

اس ہنس نے دیکھا کہ یہ دھوبی تو روز اسی طرح سے آتا ہے اور اپنا کام کر کے واپس چلا جاتا ہے۔

تو ہنس کا اُس دھوبی سے ڈر ختم ہو گیا اور وہ اس کے قریب آنے لگا۔

جب یہ کپڑے دھوتا تو ہنس اس کے پاس بیٹھا رہتا تھا...... وہ دھوبی بھی جب روٹی وغیرہ کھانے بیٹھتا تو اس ہنس کو بھی کچھ ڈال دیتا۔

اسی طرح دونوں میں خوب دوستی ہو گئی...... اگر کسی وجہ سے دھوبی گھاٹ پر نہ آتا، تو ہنس اُداس

www.idaraghufran.org

ہو جاتا تھا۔

سب گاؤں والوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ دھوبی کا ہنس سے دوستانہ ہے۔

لوگ حیرت اور تعجب کرتے تھے کہ ہمیں تو ہنس کی ایک جھلک بھی دیکھنے کو نہیں ملتی اور دھوبی ہنس کے ساتھ رہتا ہے، لوگ دل ہی دل میں اس دھوبی سے حسد کرنے لگے۔

پیارے بچو! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ حسد کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو کوئی چیز دی ہے...... چاہے مال و دولت ہو...... عزت و عہدہ ہو...... حُسن اور جوانی ہو...... یا اللہ کی دی ہوئی کوئی اور نعمت ہو اس سے جلنا، حسد کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حسد انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو...... دیکھو لکڑی چاہے کتنی ہی مضبوط ہو آگ اس کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ اسی طرح کسی سے حسد کرنا بھی ہماری نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے۔

پیارے بچو! دنیا میں سب سے پہلے ہونے والا گناہ حسد ہی ہے۔ ہمارے سب سے بڑے بابا حضرت آدم علیہ السلام جن سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آباد کیا...... ان کے ایک بیٹے ہابیل سے دوسرے بیٹے قابیل نے سب سے پہلے حسد کیا تھا اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ...... کیوں کہ اُس کی ہونے والی بیوی قابیل کی ہونے والی بیوی سے خوبصورت تھی...... یہ واقعہ تفصیل سے آپ کو دوسری کتابوں میں ملے گا۔

گاؤں کے کچھ لوگ سوچتے رہتے تھے کہ دھوبی کا ہنس سے میل جول کسی طرح ختم ہو...... اسی تگ و دو میں رہتے تھے، کہ کیسے دھوبی کو ہنس سے دور کریں۔

پیارے بچو! اس گاؤں میں بادشاہ کا آنا ہوا...... دھوبی سے حسد کرنے والوں کو موقع مل گیا ...... گاؤں کے حکیم نے بادشاہ سے کہا...... بادشاہ سلامت آپ کی صحت و جوانی کے لئے ضروری ہے کہ آپ ہنس کا گوشت کھایا کریں...... بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ جو ہنس کا شکار

کر کے لائے گا، اس کو بہت زیادہ انعام دیا جائے گا۔

دھوبی کی بیوی نے یہ اعلان سنا تو لالچ میں آ گئی...... دھوبی سے کہا کہ آپ کے پاس تالاب پر بھی تو ایک ہنس بیٹھا رہتا ہے...... آپ اس کو پکڑ کر بادشاہ کو دے دیں، اس سے ہماری غربت ختم ہو جائے گی...... اور آپ کی بھی روز روز کی اتنی سخت محنت سے جان چھوٹ جائے گی۔

دھوبی نے کہا ارے تو پاگل ہو گئی ہے...... وہ ہنس تو میرا دوست ہے۔

مگر دھوبن نے ایک نہ مانی اور کہا کہ یہ کام تو آپ کو کرنا ہی پڑے گا...... آخر جب آپ کو اس غربت سے جان چھڑانے کا ایک موقع مل رہا ہے، آپ اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے، آخر یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔

مگر ہنس کو پکڑنا کوئی آسان کام نہیں تھا...... وہ تو اتنا چست و چالاک پرندہ ہوتا ہے کہ ذرا سی دیر میں اڑان بھر کے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔

پھر کافی سوچ سمجھ کر اس نے منصوبہ بنایا اور ہنس کو کہا کہ دوست! اتنے دن سے ہماری دوستی ہے اور تو نے ابھی تک ہمارا گھر نہیں دیکھا، ہنس کو بھی اللہ نے بولنے کی طاقت دے دی، ہنس نے کہا کہ گاؤں میں اتنے لوگ ہوتے ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو مجھے مار کر کھا جائیں گے۔

دھوبی نے کہا آج رات کے وقت میں آ کر تجھے اپنے گھر لے جاؤں گا...... رات کو سب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں، تم صبح ہونے سے پہلے اُڑ کر واپس جنگل میں آ جانا۔

پروگرام کے مطابق دھوبی رات کے وقت ہنس کو اپنے گھر لے آیا...... اور اس کو گھر میں بند کر کے پر کاٹ کر پاؤں باندھ دیئے...... ہنس بہت رویا...... دوستی کا واسطہ دیا...... کہا کہ دوست تو دوستی میں جان لٹاتے ہیں، دوست کو اس طرح دھوکہ نہیں دیتے...... مگر لالچ بری بلا ہے...... دھوبی نے ہنس کی ایک بات نہ سنی...... صبح ہوتے ہی اسے لے جا کر بادشاہ کے حوالے کر دیا۔

بادشاہ نے اس کو بہت سا انعام دیا۔

ہنس نے اس پر کہا......لوگو! دوستی ہمیشہ دیکھ بھال کر ہی کرنا، کہیں ایسا نہ ہو کسی پر اندھا بھروسہ کر کے دوستی میں میرے جیسا حال ہو۔

پیارے بچو! ہمیں بھی ہنس کی اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے کیوں کہ آج کل بھی بہت سارے دھوکہ باز گروہ ہیں...... جو پھرتے ہیں اور بچوں کو بہکا پھسلا کر اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں...... یا چاکلیٹ، ٹافی میں کوئی نشہ والی چیز کھلا کر بے ہوش کر کے بچوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں...... پھر نہ جانے کیا کیا غلط اور غیر قانونی کام کرواتے ہیں۔

بعض ظالم تو ہاتھ پاؤں توڑ کر معذور کر کے بچوں سے بھیک منگواتے ہیں۔ جو بچے ان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں ان کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔

اس لئے جب بھی کسی سے دوستی کرو خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر اور آزما کر کرو، اور اپنے بڑوں سے مشورہ کر کے دوستی کرو، کیوں کہ ہر ایک ملنے جلنے والا دوست نہیں ہوتا، اس طرح کے بہت سے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ دوست اپنے دوسرے دوست کی جان لے لیتا ہے، یا دھوکے سے اس کو مالی نقصان پہنچا دیتا ہے، اس لئے کسی نے کہا ہے کہ:

الٰہی آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے دلوں میں خار رکھتے ہیں، بظاہر دوستانہ ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

(ماہنامہ التبلیغ ''مارچ 2009ء - ربیع الاول ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 3)

عقل مند وزیر

پیارے بچو! بہت پرانے زمانے کی بات ہے۔

ایک باشاہ تھا، اس کے دربار میں ایک اس کا بہت نیک وزیر تھا...... نیک ہونے کی وجہ سے بادشاہ اس وزیر پر بہت اعتماد کرتا تھا اور اس سے بہت محبت کرتا تھا...... بادشاہ کے سارے مصاحب اور وزرا اس لئے اس وزیر سے حسد کرنے لگے......اور سارے اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس وزیر کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے۔

پہلے زمانے میں بادشاہ کے درباری لوگ ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے، جیسا کہ آج کل بھی لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے لگے رہتے ہیں، بادشاہ کو جنگل میں جا کر جانوروں کا شکار کرنے کا بہت شوق تھا، اور وہ زیادہ تر وزیر کے ساتھ ہی شکار کرنے جایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ بادشاہ کی ایک حادثے میں انگلی کٹ گئی...... بادشاہ کو اس کی وجہ سے سخت تکلیف اور پریشانی تھی...... وزیر، جی جان سے بادشاہ سلامت کی دوا دارو، علاج و معالجہ اور مرہم پٹی میں لگا رہتا اور رات دن بادشاہ کی تیمارداری اور خدمت میں مصروف اور مشغول رہتا اور ساتھ ساتھ بادشاہ سلامت کو حوصلہ اور تسلی بھی دلاتا کہ بادشاہ سلامت آپ کسی قسم کا اندیشہ اور غم نہ کریں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور ہر فیصلے میں نتیجے کے اعتبار سے خیر اور بھلائی ہی ہوتی ہے، آدمی اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے اور صبر کرے تو اس بھلائی کو وہ پالیتا ہے......اس تکلیف میں بھی اللہ نے کوئی بہتری رکھی ہوگی، شاید کوئی بڑی پریشانی دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ چھوٹی تکلیف دے دی ہو۔

وزیر کی ان باتوں سے بادشاہ کو بڑا سکون اور اطمینان ہوتا، اور وزیر کے ساتھ اس کا قُرب اور زیادہ ہوگیا، جس سے حاسدین کا حسد مزید بڑھا وہ بادشاہ کو وزیر سے بدگمان کرنے کے

www.idaraghufran.org

منصوبے بنانے لگے۔
چنانچہ وزیر کی غیر موجودگی میں دوسرے وزرا اور درباریوں نے بادشاہ کو اس وزیر کے خلاف بھڑکانا شروع کردیا...... کہنے لگے! بادشاہ سلامت آپ کی تکلیف سے یہ خوش ہوتا ہے، اسی لئے تو یہ کہا کہ اس میں کوئی بہتری ہوگی، آپ کو تکلیف ہونا تو سراسر پریشانی کی بات ہے...... اس میں کوئی بھلائی اور بہتری کی بات ہو ہی نہیں سکتی، آپ کو اس وزیر کی بدتمیزی کی سزا دینی چاہئے۔
بادشاہ ان لوگوں کی باتوں میں آ گیا، اور بادشاہ نے فوراً اس وزیر کو قید خانے ڈلوادیا۔
کچھ دنوں کے بعد بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ شکار پر گئے جنگل بہت گھنا اور بیابان تھا، بڑے بڑے خطرناک جانور اس جنگل میں رہتے تھے...... کسی جانور کا پیچھا کرتے کرتے اپنی فوج سے بہت دور نکل گئے۔
وہاں پر خطرناک جنگلی لوگ رہتے تھے...... انہوں نے بادشاہ کو پکڑ کر موٹی موٹی رسیوں سے درخت کے ساتھ باندھ دیا...... وہ جنگلی لوگ اپنی عبادت کے وقت موٹا تازہ صحت مند انسان پکڑ کر اپنے بنائے ہوئے بتوں کے سامنے (جنہیں وہ اپنا خدا سمجھتے تھے) اُس انسان کی قربانی دیا کرتے تھے۔
بادشاہ نے سمجھایا کہ میں یہاں کا بادشاہ ہوں...... بہت ڈرایا، دھمکایا، کہ ابھی میری فوج آجائے گی اور میں تم سب کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالوادوں گا، مگر اس بادشاہ کی کسی نے ایک نہ سنی۔
بادشاہ کا تھکاوٹ اور خوف کے مارے برا حال ہو چکا تھا، بھوک پیاس تو یہ سوچ کر ہی غائب ہو چکی تھی کہ نہ جانے یہ جنگلی لوگ کیا برتاؤ کرنے والے ہیں...... اللہ جانے آگے کیا ہونے والا ہے ؟
چاندنی رات تھی ہر طرف دھیمی دھیمی روشنی پھیلنے لگی ......رات جیسے جیسے گہری ہوتی گئی

ہر طرف سے کالے کالے خطرناک جنگلی لوگ ہاتھوں میں جلتی ہوئی مشعلیں لے کر آنا شروع ہو گئے...... دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی دیر میں ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا......اور سب نے نشہ میں دُھت ہو کر ناچنا گانا شروع کر دیا......شور وغل مچاتے جب کافی رات گذر گئی اور محفل خوب گرم ہو گئی، تو ان کا سردار آ گیا سب جنگلیوں نے اس کا بڑا استقبال کیا......اس نے حکم دیا کہ قربانی کی تیاری کریں۔

سردار کے ساتھ ان کا مذہبی پیشوا (راہب) بھی آیا، اس نے منتر پڑھنے شروع کیے...... اور بڑی تلوار ہاتھ میں لے کر قربانی کے لئے بندہ لانے کو کہا...... کچھ جنگلی لوگ اُس بادشاہ کو پکڑ کر قربانی کے لئے لے کر چل دیئے......موت بادشاہ کے سامنے تھی......اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔

ادھر راہب نے اپنے منتر پڑھ کر تلوار سنبھالی تا کہ قربانی کے لئے لائے گئے انسان کی گردن مارے...... بادشاہ نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں موندلیں...... کہ اچانک اس راہب کی نظر بادشاہ کی کٹی ہوئی انگلی پر پڑی۔

اس نے کہا کہ اس کی قربانی نہیں لگے گی...... کیونکہ اس میں عیب ہے......اس کی ایک انگلی کٹی ہوئی ہے۔

پھر صبح کو ان لوگوں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔

بادشاہ طرح طرح کی تکلیفیں جھیل کر اپنے لشکر میں پہنچ گیا۔جبکہ لشکر نے خود بھی بادشاہ سلامت کی تلاش میں جنگل کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔

بادشاہ کو پا کر لشکر میں جشن کا سماں پیدا ہو گیا اور بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ ہنسی خوشی اپنے محل میں لوٹ آیا۔

یوں اللہ تعالیٰ نے اس کٹی ہوئی انگلی کی وجہ سے بادشاہ کی جان بخشی کرا دی۔

اب بادشاہ کو بھی اچھی طرح احساس ہو چکا تھا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت اور

مصلحت سے خالی نہیں ہوتا...... بلکہ اس کے ہر کام میں خیر اور بھلائی ہی پوشیدہ ہوتی ہے، مگر ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے۔

بادشاہ نے واپس آکر سب سے پہلے اس وزیر کو جیل خانے سے رہا کرنے کا حکم دیا اور اس کو دربار میں بلا کر بہت سارے انعام واکرام سے نوازا...... جنگل میں ہونے والے حادثے کے بارے میں بتایا اور کہا کہ واقعی تم بالکل سچ کہتے ہو...... اللہ کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے، دیکھو انگلی کٹی ہونے کی وجہ سے اللہ نے میری جان بچادی اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا...... کہ میں نے ناحق ہی آپ کو جیل میں ڈالا۔

یہ بات سن کر وزیر نے کہا بادشاہ سلامت میرے جیل میں رہنے کے اندر بھی بہتری اور بھلائی ہوئی...... کیونکہ اگر بادشاہ سلامت مجھے قید نہ کرتے تو یقیناً میں بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ ہوتا اور جنگلی لوگ آپ کی بجائے مجھے قتل کردیتے، کیونکہ میرے تمام اعضا صحیح سلامت ہیں...... اس لئے اللہ نے مجھے قید میں ڈلوا کر میری بھی حفاظت فرمائی۔

پیارے بچو! ہم بھی چھوٹی چھوٹی سی پریشانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کی طرف سے ہماری نظر ہٹ جاتی ہے۔

دیکھو اگر ہم اپنے جسم پر ہی نظر ڈال کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے کیا کیا انعامات نظر آئیں گے۔

ہم لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بھی آنکھ، کان ناک حاصل نہیں کر سکتے، اس کے علاوہ ہاتھ، پاؤں، دل، گردے۔

اللہ نہ کرے اگر کوئی ایک بھی خراب ہوجائے تو بڑی سے بڑی دولت بھی اس کا بدل نہیں ہوسکتی، ہمیں بھی ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے...... اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت اور بہتری ہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی بری عادتوں سے حفاظت فرمائے اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''اپریل 2009ء - ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 4)

www.idaraghufran.org

سب سے بڑا ہتھیار

پیارے بچو! جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں پہلے زمانے میں بادشاہی دور تھا۔ایک بادشاہ کی حکومت ہوا کرتی تھی اس کے دربار میں وزیر ہوا کرتے تھے جو بادشاہ کو ضرورت کے وقت مشورے بھی دیا کرتے۔

بادشاہ دربار میں عوام کے مسائل سنتے اور اکثر بڑے بڑے جھگڑوں اور معاملوں کے فیصلے بھی اس زمانے میں بادشاہ خود ہی کیا کرتے تھے۔

ایک روز بادشاہ سلامت اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے......دربار لگا ہوا تھا...... بادشاہ نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ:

سب سے بڑا اور اچھا ہتھیار (یعنی اسلحہ) کون سا ہوتا ہے؟

سب وزیروں نے مختلف جوابات دیئے۔

کسی نے کہا سب سے اچھا ہتھیار توپ ہے، بس دور سے ہی دشمن کی پوری فوج کو اڑا دو۔

کسی نے تیر، تفنگ (ایک لکڑی کی نلکی، جس میں سے پھونک کے ذریعے تیر یا تنکا پھینکتے ہیں) اور نیزہ کو اچھا ہتھیار بتایا کہ جہاں جی چاہے اس کو ساتھ لے جاؤ۔

کسی نے تلوار اور خنجر کو اچھا ہتھیار بتایا۔

مگر ایک وزیر نے کہا...... بادشاہ سلامت سب سے بڑا ہتھیار ''اوسان'' یعنی ہوش وحواس ہے۔

سارے درباریوں کو یہ بات بہت عجیب لگی کہ یہ کیا جواب ہے کہ ''اوسان'' یعنی ہوش وحواس سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

انہوں نے اُس وزیر کی غیر موجودگی میں بادشاہ کو اُس کے خلاف بہت بھڑکایا...... کہ بادشاہ سلامت اگر انسان کے پاس کوئی ہتھیار ہی نہ ہو تو وہ کیسے کسی دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

www.idaraghufran.org

بادشاہ نے کچھ بھی نہیں کہا! مگر دل میں سوچا کہ کسی دن ضرور اس وزیر کا امتحان لینا چاہئے۔

کچھ دنوں کے بعد بادشاہ اپنی فوج اور وزیروں کے ساتھ کہیں جارہا تھا......کہ اچانک سامنے سے پاگل ہاتھی آ گیا۔

بادشاہ نے موقع پا کر اُس وزیر کو جس نے کہا تھا کہ سب سے بڑا ہتھیار اوسان یعنی ہوش و حواس ہوتا ہے ......خالی ہاتھ ہاتھی کے سامنے دھکاّ دے دیا......اور تماشہ دیکھنے لگا کہ دیکھوں یہ بغیر ہتھیار کے ہاتھی کا کیسے مقابلہ کرتا ہے۔

وزیر بالکل نہیں گھبرایا......حالانکہ خالی ہاتھ تھا......اس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی......دیکھا کہ ایک کونے میں کُتیا نے بچے دے رکھے ہیں......وزیر نے لپک کر ایک کتیا کا پِلاّ یعنی چھوٹا سا بچہ اٹھایا......اور ہاتھی کے اوپر اُچھال دیا......جیسے ہی وہ پِلاّ ہاتھی کے اوپر گرا......اُس پلّے نے ہاتھی کی سونڈھ کو خوف کے مارے دبوچ لیا اور زور زور سے......ٹیاؤں......ٹیاؤں کرنے لگا...... اور اپنے پلّے کو چھڑانے کے لئے کتیا نے بھی زور زور سے ہاتھی کو بھونکنا شروع کر دیا......ہاتھی اُن کتّوں کے شور سے گھبرا کر واپس بھاگ گیا۔

یوں حوصلے اور اوسان کی وجہ سے بغیر کسی ہتھیار کے اللہ نے وزیر کی ایک خطرناک ہاتھی سے جان بچادی۔

بادشاہ نے وزیر کو بہت انعام اور اکرام سے نوازا......اور بادشاہ نے تسلیم کیا کہ واقعی ’’اوسان‘‘ ہی بڑا ہتھیار ہے، کیونکہ انسان اگر گھبرا جائے اور ہوش حواس ہی کھو بیٹھے تو سارے ہتھیار بے کار ہیں۔

پیارے بچو! اگر دشمن کو دیکھ کر یا کسی مصیبت اور پریشانی کے آجانے پر ہم لوگ اپنے ہوش وحواس پر قابو نہ رکھ پائیں تو بڑے سے بڑا ہتھیار بھی کسی کام کا نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے۔

ایک کافر نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونت لی اور گرج کر کہا:

''اے محمد! بتا اَب تجھے مجھ سے کون بچائے گا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان اور سکون سے جواب دیا......اللہ......

یہ جواب سن کر وہ کافر تھر تھر کانپنے لگا......ڈر کے مارے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر اس کافر سے پوچھا بتا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

وہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں میں پڑ گیا اور معافی مانگنے لگا۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرما دیا۔

پیارے بچو! اللہ نہ کرے آج اگر ہم کسی مصیبت یا پریشانی میں پھنس جائیں تو گھبرا جاتے ہیں اور ہمارے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔

یہ طریقہ اچھا نہیں ہے، ہمیں ہر طرح کے حالات کا ہمت اور بہادری سے ہوش وحواس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہئے۔

ہمیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی طرح عالی ہمت اور بلند حوصلہ بننا چاہئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ صحابۂ کرام کا کفار پر بغیر کسی ہتھیار کے ایسا رعب اور دبدبہ تھا کہ کفار ان کے نام سے کانپتے اور تھرّاتے تھے۔

عرب کے صحراؤں سے خراسان کے پہاڑوں کی چوٹیوں، وسطی ایشیا کے سبزہ زاروں اور چین کی دیواروں تک صحابہ کرام نے فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے، اور اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اسلام کو ہم تک پہنچایا۔

(ماہنامہ التبلیغ ''مئی 2009ء - جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 5)

www.idaraghufran.org

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

پیارے بچو! یہ تو آپ سب کو معلوم ہی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا موسم دیا ہے گرمی، سردی، اور برسات ...... جب کہ کئی ملکوں میں کہیں صرف سردی ہے تو کہیں صرف گرمی۔

ہمارے یہاں اکثر برسات کے موسم میں بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں...... بلکہ کبھی کبھی تو برسات میں کئی کئی دن تک سورج بہت کم وقت کے لئے نکلتا ہے، بس لگا تار بوندا باندی اور بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔

اور جب بارش ہوتی ہے تو بادلوں میں گرج ہوتی اور بجلی چمکتی ہے، اور دھڑام ...... دھڑام کی خطرناک آوازیں آتی ہیں...... کبھی کبھار تو کہیں آسمانی بجلی بھی گر جاتی ہے، جس سے انسانوں یا جانوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔

پیارے بچو! برسات کا موسم تھا، ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے......

ایسے میں تین دوست شکار کرنے کے لئے جنگل میں گئے۔

شکار میں پھرتے پھرتے پتہ ہی نہ چلا کہ کب شام ہوگئی اور پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف جانے لگے، کہ اچانک بجلی کی گھن گرج اور چمک سے پورا جنگل گونجنے لگا...... اور بارش بھی شروع ہوگئی۔

ان تینوں دوستوں نے جان بچانے کے لئے بھاگ کر ایک جھونپڑی میں پناہ لی۔

ابھی ان کو جھونپڑی میں گئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ آسمانی بجلی بار بار اُس جھونپڑی پر آنے لگی، جس میں یہ تینوں دوست ٹھہرے ہوئے تھے...... جس سے خطرناک گرج اور چمک ہوتی تھی۔

اسی وجہ سے ان لوگوں کا خوف سے برا حال تھا...... لگتا تھا کہ آج یہ بجلی جان لے کر ہی رہے

www.idaraghufran.org

گی۔

ان تینوں نے آپس میں مشورہ کیا...... کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم میں سے کسی کی موت آ گئی ہو ......اور اسی لئے یہ بجلی بار بار ادھر آ کر واپس لوٹ رہی ہو۔

دوسرے دوست نے یہ بات سن کر کہا کہ ہوسکتا ہے کہ ایسا ہی ہو۔

ہم ایسا کرتے ہیں کہ سامنے جو درخت کھڑا ہوا ہے، ہم لوگ ایک ایک کر کے اس درخت کے نیچے چلے جاتے ہیں، اگر یہ بجلی ہم میں سے کسی پر گرنے کے لئے آ رہی ہو گی ،تو اس پر گر جائے گی ، باقی ساتھیوں کی تو جان بچ جائے گی۔

یہ بات تینوں دوستوں نے منظور کر لی۔

پہلا دوست جس نے یہ تجویز دی تھی اٹھ کر چلا ....اور کہا کہ:

بھئی غلطی گستاخی معاف کر دینا...... اب کوئی پتہ نہیں شاید بجلی میرے اوپر ہی گر جائے۔

اور دونوں دوستوں سے گلے لگ کر الوداع کہا...... لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے درخت کی جانب دوڑ لگا دی...... دیکھتے ہی دیکھتے ایک منٹ میں دوڑ کر یہ درخت کے نیچے پہنچ گیا اور زندہ بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

اب دوسرے دوست کی جھونپڑی سے نکل کر درخت کے نیچے جانے کی باری تھی...... اس نے بھی اپنے ساتھی کو الوداع کہا اور ڈرتے کانپتے ہوئے یہ سوچ کر کہ میرا دوست خوش قسمت تھا کہ آسانی بجلی سے بچ گیا...... مگر ہوسکتا ہے کہ یہ بجلی میرے لئے ہی بار بار آ رہی ہو اور میری موت کا وقت آ گیا ہو...... جھونپڑی سے باہر نکلا اور دوڑتے ہوئے یہ بھی درخت کے نیچے پہنچ گیا۔

اپنے دوست کے پاس پہنچ کر خوشی سے آنسو جاری ہو گئے...... فوراً اپنے دوست کو سینہ سے لگا لیا۔

اب جھونپڑی میں صرف ایک ساتھی باقی رہ گیا...... خوف کے مارے اس کا بھی برا حال تھا،

کیونکہ اسے یہ یقین ہو گیا کہ میرے دونوں دوست زندہ بچ گئے اب صرف میں نے درخت کے نیچے جانا ہے اور یقیناً میں جھونپڑی سے باہر قدم رکھوں گا تو بجلی میرے اوپر آ گرے گی۔ ڈرتے کانپتے اس نے اللہ سے توبہ کی اور لا الٰہ الا اللہ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی آنکھیں موند کر درخت کی طرف دوڑ لگادی ......اور پلک جھپکتے ہی یہ بھی درخت کے نیچے اپنے دوستوں کے پاس پہنچ گیا۔

تینوں دوست بہت خوش ہوئے کہ اللہ نے جان بچالی......ابھی ان کو درخت کے نیچے پہنچے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ کانوں کو پھاڑ دینے والی......دھڑام......بجلی کی گرج اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی چمک ہوئی اور جھونپڑی پر بجلی آ گری......جھونپڑی جل کر خاک ہو گئی۔

جب بارش رکی تو آس پاس کے لوگ دیکھنے آئے کہ دیکھیں بجلی گری ہے کوئی اس میں مرا تو نہیں۔

یہ تینوں بھی لوگوں کے ساتھ جھونپڑی میں دیکھنے لگے، انہیں یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ وہاں پر ایک خطرناک اژدہا مرا پڑا تھا......یہ بجلی اس کے اوپر گری تھی۔

اللہ تعالیٰ کو اس اژدہے سے ان تینوں دوستوں کی حفاظت فرمانی تھی کہ ان تینوں کے جھونپڑی سے نکلتے ہی جھونپڑی پر بجلی آ گری۔

جب گاؤں میں دوسرے لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ ان تینوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے تو سب نے کہا بے شک:

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

پیارے بچو! واقعی یہ حقیقت ہے کہ اللہ جس کو باقی رکھنا چاہئے، اسے کوئی ختم نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ ختم کرنا چاہئے، اسے کوئی بچا نہیں سکتا، ہم سب کو اس بات پر یقین رکھنا چاہئے، اور اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا چاہئے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''جون 2009ء - جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 6)

سچ بولنے کی برکتیں

پیارے بچو! آج کل بچوں اور بڑوں سب میں جھوٹ بولنے کا مرض بہت زیادہ پھیل گیا ہے اور جھوٹ بولنے کا اتنا رواج بن چکا ہے کہ اگر ہم سچ بھی بولیں تو بعض اوقات لوگ ہماری سچی باتوں کو بھی جھوٹ ہی سمجھتے ہیں۔

پیارے بچو! جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ہمیں ہمیشہ سچ بولنا چاہئے اور جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔

پیارے بچو! چچا چمّن کی چھوٹی سی فرنیچر کی دکان تھی۔وہ اس میں کرسی میز وغیرہ بنا کر بیچا کرتے تھے۔چچا چمّن روزانہ صبح کو جا کر اپنی دکان کھولتے اور بیٹھ جاتے تھے،جب بھی کوئی خریدار آتا وہ ان سے فرنیچر وغیرہ دیکھتا،اور پوچھتا کہ یہ مضبوط بھی ہے کہ نہیں؟ وہ سچ سچ بتادیتے تھے کہ بھئی اس کی لکڑی دوچار سال تک کام دے گی،یا یہ کہہ دیتے کہ بھائی لکڑی ہلکی لگی ہے یہ کم دن چلے گا،اور جو فرنیچر اچھا ہوتا اس کو اچھا بتادیتے،مگر اس کے ریٹ زیادہ ہوتے،ان کو سن کر ہی خریدار واپس چلے جاتے،مگر یہ جھوٹ نہیں بولتے تھے،اسی وجہ سے ان کی بکری بہت کم ہوتی اور اکثر خالی ہاتھ دوکان سے واپس گھر آتے،جبکہ دوسری دوکانوں پر خوب کاروبار ہوتا،یہاں تک کہ سب دوست اور پڑوسی دوکاندار بھی چچا میاں کو سمجھاتے کہ:

میاں یہ آپ پر کیا سچ کا بھوت سوار ہے،بلکہ ان کو برا بھلا کہتے،کہ وقت کے ساتھ چلنا چاہئے جس طرح سب کاروبار کرتے ہیں،پیسہ کماتے ہیں،آپ بھی پیسہ کماؤ۔

مگر چچا میاں یہ سن کر کہہ دیتے کہ بھائی جھوٹ بول کر نفع حاصل کرنا گناہ ہے،میں جھوٹ نہیں بولوں گا،اور قسمت کی روزی تو انشاء اللہ مل کر ہی رہے گی۔

دوسرے دوکانداروں کا کام عروج پر تھا،دوسرے دوکاندار اپنے مال کی جھوٹی سچی تعریفیں کرتے اور خوب بکری کر کے گھر جاتے،مگر کچھ دن گزرے تو خریدنے والے لوگوں کو بھی پتہ چلنے لگا کہ

www.idaraghufran.org

یہ لوگ تو گھٹیا مال جھوٹ بول کر ہمیں دے دیتے ہیں، کیوں کہ یہ دوکاندار کہتے تھے کہ یہ فرنیچر بہت عمدہ اور پکی لکڑی کا ہے، یہ سالوں چلے گا مگر وہ چند دنوں میں ٹوٹ پھوٹ جاتا، خراب ہو جاتا، لوگوں کو دوبارہ سے خریدنے کا خرچہ پڑتا اور پریشانی الگ ہوتی، تو پھر کچھ عرصہ بعد ایک دو خریدار چچا میاں سے بھی سامان لے جانے لگے، اب چچا میاں تو سچ بولتے تھے، ان کی دوکان سچائی کی وجہ سے اتنی مشہور ہوئی کہ دوسری دوکانوں پر خریدار نہ ہوتے، اور دوسرے دوکاندار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہوتے، ان کی دوکانوں پر نہ بندہ نہ بندے کی ذات، اور چچا میاں کے یہاں خریداروں کی لائنیں لگی ہوتیں، انہوں نے کئی ملازم رکھ لئے، پھر اللہ نے ایک سے دو دو کانیں دیں اور چند ہی دنوں میں سچائی کی برکت سے بہت بڑے کارخانے کے مالک بن گئے، اللہ تعالیٰ نے عزت، اولاد، گھر، بنگلے، گاڑیاں، غرضیکہ دنیا کی سب نعمتیں ان کو عطا فرمائیں۔ کافی کاریگر ان کے یہاں کام کرنے لگے اور چچا میاں سب کا خوب خیال رکھتے ان کی تنخواہ اور مزدوری کے علاوہ بھی دُکھ سُکھ میں کام کرنے والے کاریگروں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ جب کہ دوسرے دوکانداروں کے کام میں کمی آتی چلی گئی...... کئی دوکانداروں نے تو کوئی دوسرا کام شروع کر لیا، مگر ان کی آمدنی میں برکت ہی نہ ہوتی تھی...... ادھر روپیہ آتا فوراً ہی کوئی خرچہ نکل آتا تھا، کبھی کوئی بیماری تو کبھی کوئی اور خرچ۔ پھر تعویذ دھاگے والوں کے پاس جاتے کہ شاید کسی نے کچھ جادو وغیرہ نہ کرا دیا ہو، مگر بے برکتی ختم نہ ہوتی تھی۔

پیارے بچو! سچ میں برکت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بھی سچ بولنے والے سے خوش ہوتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے اور فرماتے تھے کہ جھوٹ بول کر تجارت کرنے والے لوگ گناہ گار ہیں، اور جو تاجر خوب قسمیں کھاتا ہے، اسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہئے، اور جھوٹ بولنے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرنی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سچ بولنے والوں کو دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں کامیاب اور سرخرو کرتے ہیں۔ (ماہنامہ التبلیغ ’’جولائی 2009ء - رجب ۱۴۳۰ھ‘‘ جلد 6 شمارہ 7)

www.idaraghufran.org

اتحاد میں ہی طاقت ہے

پیارے بچو! ایک بہت بڑا ''بن'' یعنی جنگل تھا......اُس جنگل میں ہاتھی، شیر، لومڑی، گیدڑ، ریچھ اور طرح طرح کے خونخوار اور خطرناک جانور بسیرا کرتے تھے ......اور اس جنگل میں پیارے پیارے پرندے مور، تیتر اور بٹیر وغیرہ بھی رہتے تھے۔

اسی جنگل میں تین بڑے خوبصورت اور جوان بیل بھی رہتے تھے۔اُن میں سے ایک بیل کا رنگ سفید......دوسرے کا سرخ اور تیسرے بیل کا رنگ کالا تھا۔

ان تینوں میں بہت زیادہ پیار و محبت تھا، جنگل کے سارے جانوران کی محنت اور پیار کو دیکھ کر رشک کرتے تھے...... بلکہ جنگل کے تمام جانوران تینوں کے پیار و محبت کی مثالیں دیا کرتے تھے۔

جب بھی کوئی خطرناک جانور شیر، چیتا وغیرہ ان تینوں میں سے کسی پر حملہ آور ہوتا یا کسی کو بھی کوئی مصیبت و پریشانی ہوتی تو ایک آواز پر تینوں اکٹھے ہو جاتے اور مل کر اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ......اور اپنے سے بڑے اور خطرناک دشمن کو مار مار کر بھگا دیتے تھے......اس لئے جنگل کے خونخوار جانور بھی ان تینوں سے ڈرتے اور خوف کھاتے تھے......ان سے کوئی بھی لڑائی جھگڑا کرنے کی ہمت نہ کرتا...... پورے جنگل میں ان کا راج تھا...... یہ جہاں مرضی چلے جاتے اور گھاس، چارہ وغیرہ چرتے اور واپس آجاتے تھے۔

ایک شیر روزانہ ان کو آتے جاتے دیکھتا......مگر اس شیر کی ان تینوں کے اوپر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، بلکہ اگر ان میں سے کوئی کسی وجہ سے اکیلا بھی جا رہا ہوتا تو یہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا...... کیونکہ اس کو پتہ تھا کہ ان تینوں میں بہت محبت ہے اور یہ تینوں ایک دوسرے پر جان لٹاتے ہیں۔

بہت سوچ سمجھ کر شیر نے اُن بیلوں کو آتے جاتے سلام دعا کرنی شروع کر دی......ایک روز

www.idaraghufran.org

لال اور سفید بیل جنگل میں سیر کرنے جا رہے تھے، موقع پا کر شیر نے ان کو بلا کر کہا کہ مجھے کہتے ہوئے تو برا لگ رہا ہے...... مگر دوستو!...... کالے بیل کی عادت آپ لوگوں سے الگ ہے ......آپ دونوں اتنے اچھے ہو......کالا تو بہت...... بہت خراب ہے۔ ہر وقت آپ دونوں کی برائیاں کرتا رہتا ہے...... مجھے تو بہت برا لگتا ہے بس آپ دونوں دوستوں کی وجہ سے ابھی تک اس کو میں نے کچھ نہیں کہا......ورنہ کب کا اس کو مار کر جنگل سے بھگا دیا ہوتا......تم دونوں تو جانتے ہی ہو کہ میں شیر ہوں! اس جنگل کا بادشاہ ...... یہ سن کر لال بیل نے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی کہ وہ ہمارے بارے میں کیا کہتا ہے؟

شیر نے کہا! کوئی ایک بات ہو تو بتاؤں......کالا بیل کہتا ہے کہ یہ دونوں سارے جنگل کا ہرا ہرا گھاس کھا جاتے ہیں......اور مجھے یہ روکھا سوکھا گھاس کھا کر گزارا کرنا پڑتا ہے...... یا پھر دور جنگل میں جا کر اپنا پیٹ بھرنا پڑتا ہے......اور کہتا ہے کہ دونوں بہت پیٹو ہیں ہر وقت کھاتے اور چرتے رہتے ہیں......اور پتہ نہیں کیا کیا کہتا ہے......تم میرے دوست ہو میں تم کو وہ باتیں نہیں بتا سکتا۔

اس پر سفید بیل نے کہا......شیر بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہو؟......وہ ہمارا بھائی ہے......وہ ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتا۔

شیر نے کہا بھئی مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے ......میں تو اسی لئے بتانا ہی نہیں چاہتا تھا، بس آج میرے منہ سے یہ باتیں نکل گئیں...... یہ باتیں سن کر لال اور سفید بیل غصے سے بھر گئے ......یہی تو شیر چاہتا تھا کہ ان تینوں میں دوریاں پیدا ہوں......ان کو غصے میں بھرا دیکھ کر شیر نے کہا:

بھائیو! اگر اس کالے نے اب کچھ کہا تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دوں گا۔

یہ سن کر لال بیل نے کہا ٹھیک ہے شیر بہادر صاحب آپ جو مرضی کرو ہم اب بیچ میں نہیں آئیں گے......پھر ایک دن کالا بیل جنگل سے واپس آ رہا تھا کہ موقع پا کر شیر نے اس پر حملہ

کر دیا......کالے بیل نے اپنے دونوں دوستوں کو بہت آوازیں دیں ......دوستی کے واسطے دیئے مگروہ دونوں اس کی مدد کو نہ پہنچے......شیر نے بے فکری کے ساتھ چیر پھاڑ کر کالے بیل کو کھایا اور اپنے دوستوں کی بھی دعوت کی......پھر کچھ عرصہ کے بعد شیر نے اکیلا پا کر لال بیل کو کہا کیوں بھائی اگر تم کہو تو اس سفید بیل کو جنگل سے مار کر بھگادوں پھر سارا جنگل تمہارا ہوگا...... جہاں سے دل چاہے گھاس کھانا......اگر ضرورت سمجھو گے تو اپنی خدمت کے لئے کوئی چھوٹا بیل دوسرے جنگل سے بلا لینا...... ہر وقت آپ کی خدمت کرے گا اور آپ کا احسان مند ہو کر رہے گا......لال بیل نے کہا ٹھیک ہے......آپ اس کو بھگاؤ......ہم دونوں دوست یہاں مل کر رہیں گے......یا کوئی خادم رکھ لیں گے۔

پھر شیر نے لال بیل پر بھی حملہ کر دیا اور اس کو بھی مار کر کھا گیا......اب جنگل میں صرف سفید بیل ہی اکیلا رہ گیا۔کچھ دن گذرے تو شیر نے اس کو بھی پکڑ لیا......اب اس سفید بیل کو پتہ چلا کہ یہ شیر کی چال تھی اس نے جھوٹ بولا اور تینوں دوستوں میں پھوٹ ڈال کر آسانی کے ساتھ الگ الگ تینوں کو شکار بنا لیا......آج اس کو اپنے دونوں دوست بہت یاد آئے۔اپنی نادانی کا احساس ہوا کہ شیر کی باتوں میں آکر دونوں دوستوں کو مروا دیا،مگر اب پچھتانے کا کیا فائدہ،شیر نے اس کو بھی چیر پھاڑ کر کھا لیا۔

پیارے بچو! اتحاد سے ہی طاقت قائم رہتی ہے،دیکھو تین کمزور بیل بھی جب تک اکٹھے اور متحد رہے تو شیر جیسے خطرناک دشمن پر بھاری تھے،وہ بھی ان سے ڈرتا تھا،اور جب شیر نے چالاکی کے ساتھ ان میں پھوٹ ڈالی،تو اس نے ان کو اپنا نوالہ بنا لیا،اگر ہم سب بھی متحد ہوں تو کوئی بھی دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔چاہے وہ جیسا بھی بڑا اور خطرناک کیوں نہ ہو۔ہمیں بھی اپنے گھر والوں اور دوستوں کے ساتھ مل کر اور ایک ہو کر محبت پیار کے ساتھ رہنا چاہئے۔ اور پھوٹ ڈالنے اور لڑانے والوں سے بچنا چاہئے،کیوں کہ اتحاد میں ہی طاقت ہے۔

(ماہنامہ التبلیغ ”اگست 2009ء - شعبان ۱۴۳۰ھ“ جلد 6 شمارہ 8)

www.idaraghufran.org

عجیب دعوت

پیارے بچو! افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ہاتھی، شیر، چیتے، گیدڑ، ہرن، خرگوش، لومڑی، بندر، لنگور، سانپ بچھو وغیرہ بہت سارے جانور رہتے ہیں۔

دنیا بھر کے شکاری وہاں پر شکار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔اسی طرح ایک شکار پارٹی شکار کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچی......جس میں کئی شکاری تھے......ان لوگوں نے وہاں پر خوب شکار کیا، سب لوگ دو دو تین تین شکاریوں کی ٹولیوں میں شکار کرنے جاتے تھے اور شام کو واپس آ کر سب اپنے اپنے شکار اور بہادری کی داستانیں ایک دوسرے کو فخر کے ساتھ سناتے تھے۔

ان لوگوں کے ساتھ مقامی گائیڈ (راستہ بتانے والے) بھی جاتے تھے تاکہ جنگل میں راستے سے بھٹک نہ جائیں۔

اسی طرح ایک دن شام کا وقت تھا اور ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی...... کچھ شکاری شکار کے لئے نکلے اور چلتے چلتے کافی دور نکل آئے......اور یہ لوگ اپنے دوسرے ساتھیوں اور دوستوں سے الگ ہو گئے......تو ان کو عجیب قسم کی شائیں شائیں......شائیں شائیں......کی آوازیں آنے لگیں...... یہ لوگ بہت گھبرائے......کہ اللہ جانے یہ کیا بلا آ رہی ہے۔

لیکن ہمت کر کے یہ لوگ آگے بڑھے......تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خطرناک قسم کا ناگ (سانپ) ہے......جب وہ پھنکارتا ہے......تو آگ لگ جاتی ہے......اس کے سامنے دور دور تک ساری گھاس جل کر کالی ہو چکی تھی۔

یہ شکاری لوگ چھپ کر اس خوفناک منظر کو دیکھ کر خوف سے ڈرتے اور کانپتے رہے......مگر اس سانپ کو چھیڑنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، اس لئے کسی نے اس پر گولی نہ چلائی......شکار وِکار بھول کر واپس اپنے خیمے میں آ گئے......دل کی دھڑکنیں بے قابو تھیں۔

www.idaraghufran.org

کافی دیر بعد جب ہوش وحواس ٹھکانے آئے تو اپنے دوستوں کو یہ روداد سنائی...... کہ آج تو بھئی دوبارہ زندگی ملی ہے......اللہ نے خطرناک سانپ سے بچالیا......سانپ کیا تھا اژدہا تھا زمین سے پورا چھ فٹ اوپر پھن اٹھائے ہوئے تھا اور زمین پر پھنکاریں مار رہا تھا......جس طرف پھنکارتا ادھر ہی آگ لگ جاتی۔

یہ واقعہ سن کر سارے ساتھی اور دوست گھبرا گئے اور گھر واپسی کی پلاننگ کرنے لگے۔

پیارے بچو! دور سے آنے والے شکاریوں کے لئے افریقہ میں گائیڈز ہوتے ہیں، جو شکاریوں کو راستہ بتاتے ہیں، اور ان کو مختلف قسم کی معلومات فراہم کرتے ہیں، اور شکار کرنے میں مدد کرتے ہیں، ان لوگوں کے افریقی گائیڈ کو یہ واقعہ پتہ چلا تو وہ فوراً اپنے کچھ ساتھیوں کو بلا کر لے آیا انھوں نے پوری تفصیل سن کر ان شکاریوں کو کہا کہ آپ مہربانی کریں اور ہمیں وہ جگہ دکھائیں، جہاں پر وہ بڑا اژدھا موجود ہے!

سارے ساتھی ڈرے اور سہمے ہوئے تھے......اور کوئی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ تھا، مگر انہوں نے ان لوگوں کی بہت خوشامدیں کیں......منت سماجت کی اور ان شکاریوں کو ہر طرح کے خطرے سے بچانے کی یقین دہانی کروا کر ان کی حفاظت کی پوری پوری ذمہ داری لی، اور ان شکاریوں کو سانپ کے پاس تک لے جانے پر رضامند کر لیا۔

وہاں کے لوگوں نے اس سانپ کی خبر پا کر بے حد خوشیاں منائیں......اور اگلے روز گاؤں کے لوگ اُن شکاریوں کو لے کر جنگل میں سانپ کی تلاش میں چل پڑے......جنگل میں پہنچ کر انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو خاص قسم کے موٹے کپڑے پہنا کر اس کے سر پر ہانڈی رکھ کر اس میں خوب آگ روشن کی اور دوسرے ساتھیوں نے ناچ گانا شور مچانا شروع کر دیا۔

اس شور شرابے سے وہ خطرناک سانپ باہر نکل آیا اور جدھر کو بھی وہ سانپ پھنکارتا اسی طرف آگ لگتی جاتی تھی۔

سب لوگ واپس ہو کر چھپ گئے صرف ایک وہ آدمی جس نے موٹا خاص لباس اور سر پر آگ

روشن کی ہوئی تھی کھڑا رہا، بلکہ سانپ کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا رہا...... کہ اچانک جھپٹ کر اس خطرناک سانپ نے اس آدمی کے اوپر حملہ کر دیا...... اس آدمی کے ٹھیک سر پر کاٹنے کے لئے منہ مارا۔

اس سانپ کے منہ میں جلتے ہوئے انگارے چلے گئے، سانپ منہ جل جانے کی وجہ سے لوٹ پوٹ ہونے اور تڑپنے لگا۔

سب لوگوں نے لاٹھی ڈنڈوں سے مزید اس کو مار کر وہیں ہانڈی میں اس کو پکایا اور تبرک کی طرح تھوڑا تھوڑا آپس میں تقسیم کر لیا۔

پیارے بچو! مسلمان صرف ان جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں جن کو کھانا اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے، سانپ کو ہمارے مذہب میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس لئے ہم لوگ سانپ کو نہیں کھاتے۔

مگر افریقی لوگوں میں کافی غیر مسلم اور جاہل بھی ہیں...... جو کہ سانپ وغیرہ کھا لیتے ہیں...... اس لئے ان لوگوں میں بہت سے لوگ سانپ وغیرہ کے کھانے کو برا نہیں سمجھتے، بلکہ شوق سے کھاتے ہیں۔

ابھی لوگ اکٹھے ہی تھے کہ مجمع میں سے کسی نے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ جن کی وجہ سے یہ ہم سب کی دعوت ہوئی...... کچھ ان کو بھی اس میں سے کھلاؤ۔

تب کچھ لوگ ان شکاریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو سانپ کا گوشت کھلانا چاہا...... مگر انہوں نے منع کر دیا...... تو سب لوگوں نے ان شکاریوں کو پکڑ کر انگلی سے سانپ کے سالن کا کچھ مصالحہ ان کے منہ میں لگا دیا...... یہ شکاری لوگ اس کو صرف چکھنے سے ہی نیم بے ہوش ہو گئے اور ان پر غنودگی سی چھا گئی۔

جب ہوش میں آئے تو اپنے اندر ایک عجیب سی طاقت محسوس کی ...... یہاں تک کہ جو داڑھ دانت ان شکاریوں کے ہلتے تھے وہ مضبوط ہو گئے، بال دوبارہ کالے نکل آئے۔

ان افریقی لوگوں نے شکاریوں کو بتایا کہ ہمیں ہمارے بزرگوں نے یہ بتایا تھا کہ ایک اس طرح کا سانپ پایا جاتا ہے اور اس میں یہ خصوصیات ہوتی ہیں، کہ اگر بیمار اس کا گوشت کھائے تو بھلا چنگا ہو جائے، بوڑھا کھائے، جوان ہو جائے، مگر یہ کبھی کبھی بیس تیس سال کے بعد ہی کہیں نظر آتا ہے......اس کو اسی طرح آگ سر پر روشن کر کے شکار کیا جاتا ہے...... کیوں کہ یہ سانپ سمجھتا ہے کہ دوسرا سانپ میرے مقابلے پر آ گیا تو وہ حملہ آور ہوتا ہے، اور آگ پر منہ پڑنے کی وجہ سے مارکھا جاتا ہے۔

اس کے بعد ان شکاریوں نے اپنے گھروں کی راہ لی ......گھر واپس آ کر جان بچ جانے پر بہت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا......مگر ان لوگوں نے خوف کی وجہ سے دوبارہ پھر کبھی ان جنگلوں میں جانے کا رخ نہیں کیا......اور جب تک زندہ رہے ان کو کبھی کوئی چھوٹی بڑی بیماری بھی نہیں ہوئی۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کسی بھی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں فرمایا بلکہ ہر چیز کو ہم لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا فرمایا ہے......سانپ اور بچھو کیڑے مکوڑے اور طرح طرح کے جانور بھی کئی بیماریوں کی دواؤں میں کام آتے ہیں، مگر کسی حرام چیز کو دوا کے لئے استعمال کرنے کی کھلی چھٹی نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے کچھ طے کردہ اصول ہیں، جو دین کا علم رکھنے والوں کو پتہ ہیں، اگر ضرورت ہو تو ان سے معلوم کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب

(ماہنامہ التبلیغ ''ستمبر 2009ء - رمضان ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 9)

عادت سے مجبور

پیارے بچو! ایک جنگل میں ایک کچھوا اور ایک بچھو رہتے تھے، دونوں میں بہت دوستی تھی، دونوں گھنٹوں گھنٹوں بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔

اور اللہ نے جانوروں کو بھی سمجھنے اور ایک دوسرے سے بات کرنے کی صلاحیت عطا فرما رکھی ہے، جو انسانوں کو سمجھ نہیں آتی۔

کچھوے کی ماں نے کچھوے سے کہا کہ بیٹے بچھو کی عادت ٹھیک نہیں ہے اس کی فطرت ڈنک مارنے کی ہے اور یہ ڈنک مار کر ہی رہتا ہے اس لئے اس سے دُور رہ، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تجھے بھی ڈنک مارے، مگر کچھوا تو بچھو کی محبت میں پاگل تھا، اسے ماں کی یہ باتیں بُری لگتی تھیں اور ماں سے چھُپ چھُپ کر روزانہ بچھو سے ملتا اور بچھو کے ساتھ جنگل میں سیر سپاٹے کرتا رہتا تھا۔

ایک دفعہ کچھوا اور بچھو دونوں ساتھ ساتھ سفر پر نکلے دونوں جنگل جنگل خوب پھرے اور سیر کا خوب مزا لیا، راستے میں ایک بہت بڑی اور گہری ندی پڑی، بچھو ندی کو دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔

بچھو نے کہا کہ کچھوے بھائی واپس چلیں میں تو ندی پار نہیں کر سکتا، کیونکہ ندی میں پانی بہت چڑھا ہوا ہے اور میں تیرنا نہیں جانتا، کچھوے نے کہا کہ فکر کیوں کرتے ہو، میں جو موجود ہوں تم میری پیٹھ پر بیٹھنا میں تمہیں ندی پار کراؤں گا، اور ندی کی سیر کراؤں گا، کچھوے نے بچھو کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور اسے لے کر پانی میں اُتر گیا۔

جب بیچ ندی میں پہنچا تو کچھوے کو لگا کہ اس کی پیٹھ میں کوئی چیز چبھ رہی ہے اور گڑی جا رہی ہے۔

کچھوے نے بچھو سے پوچھا کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟

www.idaraghufran.org

بچھو نے کہا ذرا تیری پیٹھ پر اپنے ڈنک کو آزمار ہا ہوں۔
کچھوے نے کہا کہ میں تو تجھے ندی سے پار کرنے کے جتن کر رہا ہوں اور تُو میرے ہی ڈنک مار رہا ہے، میری نیکی کا یہ بدلہ، مجھے ہی ڈنک مار دیا، ویسے تو اللہ نے میری پیٹھ کو بہت مضبوط بنایا ہے، اس پر تیرے ڈنک کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔
بچھو بولا: یار کیا کروں میں اپنی عادت سے مجبور ہوں، دوست ہو یا دشمن! کسی کو بھی ڈنک مارے بغیر نہیں رہ سکتا۔
کچھوے نے دل میں سوچا ماں ٹھیک کہتی تھی مجھے اس سے دوستی نہیں کرنی چاہئے تھی، مجھے بھی بُری عادت والوں کے ساتھ نیکی نہیں کرنی چاہئے، کچھوے نے ایک غوطہ ایسا مارا کہ بچھو اس کی پیٹھ سے گر کر پانی کے بھنور میں جا پھنسا۔
جب بچھو گہرے پانی میں ڈوبنے لگا تو اس نے رو رو کر فریاد کی کہ اے میرے یار تُو نے غوطہ مارتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ تیرا دوست تیری پیٹھ پر سوار ہے۔
کچھوے نے کہا کہ اے یار کیا کروں، اپنی عادت سے مجبور ہوں پانی میں غوطے لگانا میری عادت ہے۔
پیارے بچو! دوستی ہمیشہ سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے اور بڑوں کی نصیحتوں کو ماننا چاہئے۔
کچھوے نے والدہ کی بات نہ مانی تو اسے بچھو کے ڈنک کی تکلیف سہنی پڑی۔
وہ تو شکر کرو کہ بچھو نے پیٹھ پر ہی ڈنک مارا، اور کچھوے کی پیٹھ پر سخت ہڈی ہوتی ہے، جس پر بچھو کے ڈنک کا اثر بہت کم ہوتا ہے، اگر بچھو، کچھوے کے کہیں ہاتھ پاؤں پر ڈنک مار دیتا تو کچھوا جان سے ہی جاتا۔
اس لئے بڑوں کی نصیحتوں کو ہمیشہ ماننا چاہئے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''نومبر 2009ء - ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 11)

مظلوم کی بَد دُعا

پیارے بچو! ایک درخت پر ایک کوّے کے جوڑے نے گھونسلہ بنایا اور وہ دونوں وہاں رہنے سہنے لگے، کچھ دنوں کے بعد کوے کی مادہ نے انڈے دیئے، تو کوا بہت خوش ہوا۔

اس نے سب کوّوں کی دعوت کی اور خوب جشن منایا، کچھ ہی دنوں کے بعد ان انڈوں میں سے بچے نکل آئے، دونوں بہت خوش ہوئے کہ اللہ نے ان کو دو پیارے پیارے سے بچے دیئے، کوا دُور دُور سے گھوم پھر کر اپنے بچوں کے لئے خوب اچھی اچھی چیزیں جمع کرتا اور اس کی مادہ سارا دن ان کو کھلاتی پلاتی رہتی، بچوں کا منہ ہاتھ دھوتی، صفائی کرتی تاکہ جلدی جلدی بچے بڑے ہوں۔

اس درخت کی جڑ میں ایک سانپ کا بل تھا اس میں ایک خطرناک سانپ رہتا تھا، جب بچے کچھ بڑے ہوئے تو بچوں کی ماں نے بھی باہر آنا جانا شروع کر دیا۔

ایک دن ماں نے بچوں کو کھلا پلا کر سلایا اور باہر نکل گئی، جاتے وقت پڑوس میں لومڑی خالہ کو بتا کر گئی کہ میں کام سے جا رہی ہوں اور بچے اکیلے سو رہے ہیں آپ ذرا میرے بچوں کا دھیان رکھنا۔

اسی دوران درخت کے نیچے سے سانپ نکلا اور درخت پر چڑھ کر گھونسلے میں گھس کر بچوں پر حملہ کر دیا۔

کوے کے بچے کائیں کائیں کر کے شور کرنے لگے، بچوں کا شور سن کر لومڑی باہر نکلی، سانپ کو بہت منع کیا، سمجھایا کہ ایسا نہ کر، ان بچوں کو نہ کھا، دیکھ کوا ہمارا پڑوسی ہے۔

مگر سانپ نے اس کی ایک نہ سنی اور اُلٹا لومڑی پر چڑھ دوڑا اور اسے بھی جان سے مار دینے کی دھمکی دینے لگا، اور بچوں کو چٹ کر گیا۔

کوا اور اس کی مادہ جب واپس آئے تو گھونسلہ کو خون سے لت پت دیکھ کر بہت پریشان

www.idaraghufran.org

ہوئے۔

کوا اور اس کی مادہ دونوں دوڑے دوڑے خالہ لومڑی کے پاس آئے، تو لومڑی نے ان کو سارا واقعہ سنایا، اور صبر کرنے کی تلقین کی۔

یہ ماجرا سن کر بچوں کی ماں تو روتے روتے غم سے نڈھال ہوگئی، اور سانپ کو بددعائیں دینے لگی۔

اور کوا غصہ سے پاگل سا ہوگیا، کوے نے کہا میں سانپ سے کمزور ضرور ہوں، مگر اس سے بدلہ لے کر رہوں گا۔

لومڑی نے کوے سے پوچھا کہ تو سانپ سے کس طرح بدلہ لے گا؟

کوے نے کہا سانپ جس وقت سویا ہوا ہوگا میں چونچیں مار مار کر اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔

یہ سن کر خالہ لومڑی نے کہا بیوقوف نہ بن، وہ سانپ تو اتنا خطرناک ہے کہ تجھے بھی نگل جائے گا۔

اب میری بات دھیان سے سن، دیکھ جب دشمن طاقتور اور خطرناک ہو تو اس کو طاقت کی بجائے چالاکی سے مارنا چاہئے، تو بھی چالاکی سے اس کو مار، تو اس طرح کر یہاں سے شہر میں جا، اور دیکھ کسی کا زیور یا مال و متاع اس طرح اٹھا کے لا کہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہونا، اور وہ زیور لا کر سانپ کے بل پر ڈال دے، پھر تماشہ دیکھ۔

کوے نے ایسا ہی کیا، شہر میں پہنچا اور گھر گھر پھر کر دیکھا تو ایک گھر میں اس نے دیکھا کہ ایک عورت نے نہانے کے لئے اپنا زیور اتار کر رکھا ہوا ہے، کوا یہ دیکھ کر خوش ہوا اور نیچے گھر میں اتر کر، اس عورت کے گلے کا ہار اٹھا کر اوپر ٹینکی پر بیٹھ کر کائیں کائیں کرنے لگا۔

اس عورت نے فوراً شور مچا کر مَردوں کو اکٹھا کرلیا، لوگ اکٹھے ہوئے تو کوا وہاں سے اڑ کر دوسرے گھر کی چھت پر جا بیٹھا، اسی طرح سے کوا ہار کو چونچ میں پکڑ کر اُڑتے اُڑتے اپنے

گھونسلے تک آ گیا، اس کے پیچھے پیچھے وہ لوگ بھی درخت کے پاس پہنچ گئے، تو کوے نے ہار کو نیچے سانپ کے بل پر گرادیا۔

سانپ ایک دم نیند سے جاگا اور پھنکار مار کر سیدھا کھڑا ہو گیا، لوگوں نے جب سانپ کو ہار کے پاس کھڑا ہوا دیکھا تو لاٹھیاں مار مار کر اس کو جان سے ماردیا۔

سانپ کو بھاگنے کا بھی موقع نہ ملا، اور وہ لوگ ہار اٹھا کر لے گئے۔

اس طرح کوے نے سانپ سے ظلم کا بدلہ لے لیا، ظالم سانپ کے مرنے پر جنگل کے سب جانوروں نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا۔

پیارے بچو! کسی پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہئے...... کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو اس لئے کہ اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

(ماہنامہ التبلیغ ''دسمبر 2009ء - ذُوالحجہ ۱۴۳۰ھ'' جلد 6 شمارہ 12)

لالچ بُری بلا ہے

پیارے بچو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے سچے نبی اور رسول ہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔
پھر یہ بڑے ہوگئے، اور لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا، مگر بہت سے لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی، جب آپ کی قوم نے آپ کی بات نہیں مانی، اور آپ کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ سلامت آسمان پر اٹھالیا۔
ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ سلامت ہیں اور قیامت کے قریب جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے آپ کو زمین پر واپس اتاریں گے اور وہ زمین پر آنے کے بعد ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق اپنی باقی زندگی گزاریں گے، اور آپ کے ہاتھوں سے دجال کا خاتمہ ہوگا اور کئی برس تک آپ کی حکومت رہے گی اور یہ زمانہ انتہائی خیر وبرکت اور امن وامان کا ہوگا۔
پیارے بچو! آج ہم آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا واقعہ سناتے ہیں۔
پیارے بچو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔
آپ نے اس کو ساتھ لیا اور سفر پر چل دیئے۔
وہ دونوں چلتے چلتے دریا کے کنارے پہنچے، ان کے پاس تین روٹیاں تھیں، جن کو چپاتیاں کہا جاتا ہے، نہر کے کنارے بیٹھ کر وہ کھانا کھانے لگے، دو چپاتیاں کھالیں اور ایک رہ گئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کر دریا سے پانی پینے کے لئے گئے۔
واپس آئے تو چپاتی غائب تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ:
چپاتی کہاں گئی؟

www.idaraghufran.org

وہ بولا۔ مجھے معلوم نہیں۔

اس کے بعد وہاں سے چل پڑے، چلتے چلتے جنگل میں ایک ہرن نظر آیا ہرن کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرن کے ایک بچے کو بلایا۔ وہ آ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا اور بھون کر دونوں نے کھایا۔

پھر ہرن کی ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کر کے فرمایا:

اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔

وہ ہرن کا بچہ اٹھ کر چلا گیا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں اس ذات کے واسطے سے جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی، پوچھتا ہوں کہ وہ روٹی کس نے لی ہے؟

وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد پھر یہ دونوں دوبارہ چل پڑے۔

چلتے چلتے ایک گھنے جنگل میں پہنچے۔ ایک جگہ بیٹھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اکٹھی کر کے ڈھیر لگا کر فرمایا:

اے مٹی اللہ کے حکم سے سونا بن جا۔

وہ مٹی فوراً سونا بن گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سونے کے تین حصے کئے اور اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ایک حصہ تیرا، اور ایک حصہ میرا اور ایک حصہ اس کا ہے، جس نے وہ روٹی کھائی تھی۔

وہ شخص فوراً بولا کہ وہ روٹی تو میں نے کھائی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ سارا سونا تیرا ہی ہے۔

یہ کہہ کر اس شخص سے جدائی اختیار کر لی۔

کچھ ہی دیر بعد دوسرے دو آدمی اس جنگل میں آ پہنچے انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس اتنا مال ہے۔

توانہوں نے چاہا کہ اس کو قتل کر دیں اور مال اس سے لے لیں۔
وہ شخص کہنے لگا کہ دیکھو مال بہت ہے ہم تینوں اسے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔
ان تینوں نے وہ مال تین حصوں میں تقسیم کیا تو ان تینوں کو بھوک لگنے لگی۔
انہوں نے ایک ساتھی کو شہر سے کھانا لینے کے لئے بھیج دیا۔
جسے کھانا لانے کے لئے بھیجا تھا وہ سوچنے لگا کہ اس مال میں اُن دونوں کو کیوں شریک کروں؟ کیوں نہ اس کھانے میں زہر ملا دوں تا کہ وہ دونوں مر جائیں اور میں خود ہی سارے مال کا مالک بن جاؤں۔
اس نے پہلے خود کھانا کھایا پھر ان ساتھیوں کا کھانا لیا اور اس کھانے میں زہر ملا دیا۔
ادھر وہاں جنگل میں موجود، ان دونوں آدمیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم ایک حصہ مال اسے کیوں دیں؟ جب وہ کھانا لے کر آئے گا تو ہم اسے قتل کر دیں گے اور یہ مال آپس میں ہی بانٹ لیں گے۔
چنانچہ جب وہ کھانا لے کر آیا تو ان دونوں نے اسے قتل کر دیا، اور زہریلا کھانا کھا کر وہ دونوں بھی مر گئے۔
وہ مال اور ان تینوں کی نعشیں اسی طرح جنگل بیابان میں پڑی رہ گئیں۔

(کتاب الزہد مترجم، ص۱۱۳، از امام ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا قرشی بغدادی، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی)

پیارے بچو! لالچ بُری بلا ہے۔ لالچ نہیں کرنا چاہئے۔ اور حرام مال سے بچنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام رزق کھانے والے سے ناراض ہوتے ہیں اور اس کی عبادت اور دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں، لالچ انسان کو موت کے منہ میں بھی پہنچا دیتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

(ماہنامہ التبلیغ ''جنوری 2010ء - محرم الحرام ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 1)

نیکی کا بدلہ

پیارے بچو! جانور ہو یا انسان اگر ہم کسی کے ساتھ بھی نیکی اور احسان کرتے ہیں تو وہ نیکی اور وہ بات ہمیشہ یاد رہتی ہے۔

اسی طرح اگر ہم کسی کے ساتھ برائی اور بداخلاقی سے پیش آتے ہیں یا کسی کمزور پر ظلم کرتے ہیں تو وہ بات بھی ہمیشہ یاد رہتی ہے۔

تاحیات انسان نہیں بھولتا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا تھا...... بلکہ جانور تک بھی یاد رکھتے ہیں۔

اگر آپ کسی کتے بلی وغیرہ کو کچھ کھانے کو دیں، تو وہ دُم ہلا، ہلا کر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے...... آپ کے پاؤں میں پڑتا ہے...... اور اگر آپ اس کو لاٹھی، ڈنڈا وغیرہ مارتے ہیں، تو وہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔

پیارے بچو! ایک بادشاہ کا وزیر تھا اسے شکار کا بہت شوق تھا...... وہ اکثر گھنے جنگلوں میں شکار کیا کرتا تھا۔

ایک دن جنگل میں شکار کھیل رہا تھا...... کہ اسے کسی کے زور زور سے کراہنے کی آواز آئی...... اس نے دھیان لگا کر اس آواز کو غور سے سنا کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے...... تو جھاڑیوں کے قریب جا کر اس وزیر نے دیکھا کہ وہاں ایک شیر پڑا ہوا ہے...... اور بے ہوشی میں درد اور تکلیف سے کراہ رہا ہے۔

پہلے تو وہ وزیر صاحب شیر سے ڈرے ...... مگر پھر ان کو خیال ہوا کہ ضرور شیر کو کوئی تکلیف ہے...... جو وہ اس طرح سے کراہ رہا ہے اور درد بھری آوازیں نکال رہا ہے۔

وزیر صاحب کیونکہ بہت بہادر تھے...... اس لئے ہمت کر کے اپنی تلوار ہاتھ میں پکڑ کر شیر کے پاس پہنچ گئے۔

www.idaraghufran.org

کیا دیکھتے ہیں کہ شیر کے پنجے میں بہت بڑا اور لمبا سا کانٹا گڑا ہوا ہے......اور اس کانٹے کی تکلیف سے شیر کا پورا پیر سوجا ہوا ہے اور شیر کو بہت تیز بخار بھی ہے۔

وزیر نے ہمت کر کے شیر کا پنجہ پکڑا اور وہ کانٹا کھینچ کر نکال دیا......اور اپنی چادر سے کپڑا اپھاڑ کر شیر کے پاؤں میں پٹی باندھ دی۔

کانٹے کے نکلتے ہی شیر کی ساری تکلیف ختم ہوگئی اور وہ بھلا چنگا ہوگیا......اور جنگل کی راہ لی۔

کافی عرصہ گذر گیا اور وزیر صاحب اس واقعے کو بھول گئے۔

پیارے بچو! پہلے زمانے میں بادشاہ مجرموں کو طرح طرح کی سزائیں دیا کرتے تھے کہ کسی کو بھوکے شیر کے پنجرے میں ڈلوادیا کرتے اور شیر اس کو چیر پھاڑ کر ختم کر دیتا......یا ہاتھی کے پاؤں تلے کچلوا دیا جاتا۔

کافی عرصے کے بعد نہ جانے وزیر سے کیا غلطی اور خطا سرزد ہوئی کہ بادشاہ سلامت اس وزیر سے سخت ناراض اور خفا ہوگئے اور جلادوں کو حکم دیا کہ وزیر کو بھوکے شیر کے سامنے ڈال دیا جائے۔

حکم کی تعمیل کی گئی وزیر صاحب کو جلادوں نے اٹھا کر شیر کے سامنے ڈال دیا۔

شیر دہاڑتا ہوا وزیر کی طرف جھپٹا......اور قریب آ کر وزیر کے پیروں میں پڑ گیا۔

وزیر بہت حیران ہوا......پھر اس نے غور سے دیکھا تو شیر کے پاؤں پر زخم کا نشان تھا......اور یہ وہی شیر تھا جس کا وزیر نے کانٹا نکالا تھا......

جلادوں نے شیر کے پاس وزیر کو صحیح سلامت بیٹھے دیکھا تو حیران ہوگئے اور بادشاہ کو اس کی اطلاع دی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ وزیر کو دربار میں پیش کیا جائے۔

وزیر کو دربار میں لایا گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ شیر نے کئی دن کا بھوکا ہونے کے باوجود تم پر حملہ نہیں کیا۔

تو وزیر نے سارا ماجرا بادشاہ کو سنایا۔

بادشاہ نے یہ واقعہ سن کر وزیر کو معاف کر دیا اور انعام واکرام سے بھی نوازا۔

وزیر نے درخواست کی کہ بادشاہ سلامت شیر کو بھی آزاد کر کے جنگل میں بھیج دیں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ شیر کو بھی آزاد کر کے جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔

پیارے بچو! ایک چھوٹی سی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وزیر کو نئی زندگی عطا فرمائی اور شیر بھی دوبارہ آزاد ہو کر جنگل میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے سہنے لگا۔

ہمیں بھی ہر ایک کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا معاملہ کرنا چاہئے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اور نیکی کا بدلہ دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ ملتا ہے۔

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اس لئے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے، جانور ہو یا انسان ہمیشہ سب کا خیال کرنا چاہئے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''فروری 2010ء - صفر المظفر ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 2)

زبان کا زخم

پیارے بچو! آج کل ہم لوگوں کی یہ عادت بنتی جا رہی ہے کہ ہم جس کو جو دل چاہے کہہ دیتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ کہیں دوسرے بندے کو ہماری اس بات سے کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔

حالانکہ بات کرنے سے پہلے سوچ سمجھ لینا چاہئے۔

اسی لئے تو کہتے ہیں کہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے بھی گہرا ہوتا ہے تلوار کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا۔

پیارے بچو! جنگل میں ایک ہاتھی رہتا تھا، اور ایک لکڑہارا بھی اس جنگل میں روزانہ لکڑیاں کاٹنے کے لئے جاتا تھا۔

اس لکڑہارے اور ہاتھی میں دوستی ہوگئی ،لکڑہارا لکڑیاں کاٹتا تو ہاتھی اس کی مدد کرتا بلکہ اونچے درخت سے لکڑیاں توڑ کر اس لکڑہارے کے لئے جمع کر دیتا۔

لکڑہارا وہ لکڑیاں اکٹھی کر کے بازار لے جاتا اور بیچ کر گھر کا گزارا کرتا۔

اس لکڑہارے کا کام اچھا چل رہا تھا۔

پھر لکڑہارا بیمار رہنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ کام پر لگا لیا......اس لکڑہارے کے بیٹے کو سب چھوٹو کہتے تھے۔

کچھ دنوں کے بعد لکڑہارے کا انتقال ہوگیا۔

ہاتھی کو پتہ چلا تو اس کو بہت صدمہ ہوا......اب یہ ہاتھی لکڑہارے کے لڑکے (یعنی چھوٹو) کا بھی بہت خیال کرنے لگا......

اسی طرح اس کے لئے بھی لکڑیاں توڑ کر اکٹھی کر دیتا تھا اور چھوٹو کے پاس روزانہ آ کر بیٹھ جاتا اس کے ساتھ محبت پیار کرتا رہتا......

www.idaraghufran.org

چھوٹو کا خوب اچھا کام چل رہا تھا، سب اس کی عزت کرتے ......اسی لئے چھوٹو خود کو بہت بڑا آدمی سمجھنے لگا، اور اس کے اندر تکبر پیدا ہوگیا......کسی سے سیدھے منہ بات کرنا پسند نہ کرتا......اور تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

ایک دن چھوٹو کو نہ جانے کیا سوجھی کہ ہاتھی کو بھی دھمکا کر بھگا دیا، اسے نہ جانے کیا کیا کہا......کہا کہ گدھے کی طرح آ کر میرے پاس بیٹھ جاتا ہے، نہ کام کا نہ کاج کا......

یہ بات ہاتھی کو بہت بری لگی اور اسے بہت غصہ آیا......اس نے چھوٹو کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔

چھوٹو بہت پریشان ہوا......کیونکہ اب روزانہ خود ہی کلہاڑے سے لکڑیاں کاٹتا، پھر بازار میں لے جا کر بیچتا۔

اس سے چھوٹو کا تھک کر برا حال ہو جاتا، کیونکہ پہلے ساری لکڑیاں ہاتھی توڑ دیتا تھا، یہ تو صرف اکٹھی کر کے بازار میں لا کر بیچ دیتا تھا۔

کئی دنوں کے بعد ہاتھی چھوٹو کے پاس آیا اور کہا کہ میرے سر میں کلہاڑا مار۔

یہ سن کر چھوٹو ڈر گیا اور خوف زدہ ہو کر کہنے لگا......ہاتھی جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہو......میں بھلا کیوں آپ کے سر میں کلہاڑا ماروں گا......

ہاتھی نے گرج کر کہا......جلدی کر نہیں تو میں تجھے مار دوں گا......مرتا کیا نہ کرتا......

چھوٹو نے خوف کے مارے کلہاڑا ہاتھی کے سر میں مار دیا......ہاتھی کے سر سے خون بہنے لگا اور وہ دھاڑ مار کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

کافی دنوں کے بعد ہاتھی پھر چھوٹو کو جنگل میں نظر آیا......تو چھوٹو دوڑ کر فوراً ہاتھی کے پاس آیا......ہاتھی نے چھوٹو سے کہا چھوٹو دیکھ میرے سر میں وہ کلہاڑے کا زخم ہے کہ نہیں؟......

چھوٹو نے ہاتھی کے سر کو غور سے دیکھ کر کہا......زخم بالکل بھر گیا ہے......بلکہ اب تو نشان بھی ختم ہونے لگا ہے۔

ہاتھی نے یہ سن کر کہا......لیکن جوتو نے اس دن باتیں کیں اور مجھے برا بھلا کہا تھا......ان باتوں کا زخم میرے سینے میں آج بھی ہرا ہے۔

بس یہی بتانے کے لئے میں تیرے پاس آیا تھا کہ ہمیشہ سوچ سمجھ کر بولا کر، کیونکہ زبان کا زخم کبھی نہیں جاتا۔

یہ سن کر چھوٹو بہت شرمندہ ہوا اور ہاتھی سے بہت عاجزی سے معافی مانگی ......ہاتھی جنگل میں چلا گیا اور مڑ کر پھر واپس نہیں آیا۔

اب چھوٹو کو بہت پچھتاوا ہوا......وہ ہر ایک بندے سے بہت محبت پیار اور عاجزی سے ملنے لگا......کبھی کسی کو بھی ایسی بات نہ کہتا تھا کہ جو بری لگنے والی ہو۔

پیارے بچو! ہمیں بھی سب سے محبت اور پیار سے ملنا چاہئے اور بات کرنے سے پہلے سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے کسی کی بھی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور بدزبان کو سب لوگ ہی برا سمجھتے ہیں۔

(ماہنامہ التبلیغ ''مارچ 2010ء - ربیع الاول ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 3)

Idara Ghufran

جیسی کرنی ویسی بھرنی

پیارے بچو! ہم لوگ اس دنیا میں جو بھی عمل کرتے ہیں اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں ہمیں ملتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر ایک کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنی چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کو اچھا عمل بتلایا ہے، اور کسی سے دغا، فریب کرنے، بے جا ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

پیارے بچو! پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا، وہ بہت ظالم تھا، اس کی رعایا اس کے ظلم سے پریشان تھی، اس کے ظلم سے پناہ مانگتی تھی۔

ایک دن وہ بادشاہ شکار پر گیا، جب شکار سے واپس آیا تو بالکل ہی بدلا ہوا تھا۔

بادشاہ نے سارے شہر میں ڈھنڈورا پٹوادیا، اور اعلان کروادیا کہ آج سے کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

اور واقعی اس کے بعد کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوا، سب کے ساتھ انصاف ہونے لگا۔ ملک میں خوشحالی آ گئی، اور ہر طرف ہریالی چھا گئی، پیداوار خوب ہونے لگی، مہنگائی ختم ہوگئی، ساری رعایا ہنسی خوشی رہنے لگی، بادشاہ کو دعائیں دینے لگی، ملک امن کا گہوارہ بن گیا۔

سب حیران اور پریشان تھے کہ بادشاہ کو آخر کیا ہوا، یکا یک بادشاہ میں یہ تبدیلی کیسے آ گئی......؟

ایک دن ایک وزیر نے ہمت کر کے بادشاہ سے پوچھ ہی لیا کہ بادشاہ سلامت آپ نے رعایا کے ساتھ جو سلوک بدلا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

بادشاہ بولا کہ اے وزیر! سبب اس کا یہ ہے کہ ایک دن میں شکار کے لئے محل سے نکلا، جنگل کی طرف گیا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک کتا ایک لومڑی کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور اس نے دوڑ کر لومڑی کی ٹانگ پکڑ لی اور دانتوں سے چبا ڈالی، لومڑی بیچاری لنگڑی ہوگئی۔

www.idaraghufran.org

مگراس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک راہگیر نے پتھر اٹھایااوراس کتے کودے مارا، پتھر کتے کواتنے زور سے لگا کہ اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اوروہ بھی لنگڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کسی طرف سے ایک گھوڑا دوڑتا ہوا آیا، اس نے راہگیر کوایسی لات ماری کہ اس راہگیر کی ٹانگ ٹوٹ گئی اوروہ لنگڑا ہو گیا۔

وہ گھوڑا ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک گہرے گڑھے میں جا گرااوراس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

یہ سارا ماجرا دیکھ کر میں نے یہ جانا کہ:

جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا

بس میں نے ظلم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توبہ کرلی۔

پیارے بچو! ہمیں بھی کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہئے چاہے وہ انسان ہو یا جانور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ہر عمل کی خبر ہے......اور ہمیں مرنے کے بعد اللہ کے پاس جانا ہے اس دنیا کی زندگی اگر ہم اللہ کے حکموں کے مطابق گزاریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور ہمیں رہنے کے لئے جنت دے گا، جنت میں ہر طرح کا آرام ہوگا طرح طرح کے مزے دار کھانے......اچھا لباس اور سب طرح کی خوشیوں کے سامان ہوں گے......اور جو لوگ اللہ کے حکموں کے مطابق نہیں چلتے اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگا......جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا، اور جہنم میں ہر طرح کی تکلیف ہوگی اور آگ میں جلنا ہوگا۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور		جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر اِک دن یہ گذرنی ہے ضرور		قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے		کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(مراقبۂ موت، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ)

(ماہنامہ التبلیغ ''اپریل 2010ء - ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 4)

www.idaraghufran.org

برکتوں والی روزی

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے مقدر میں جتنا رزق لکھ دیا ہے وہ ہمیں مل کر ہی رہتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کا رزق اس کے پیچھے پیچھے اس طرح لگا رہتا ہے جیسا کہ اس کی موت اس کے پیچھے لگی رہتی ہے۔یعنی انسان اس وقت تک مر نہیں سکتا جب تک اپنی قسمت کا رزق مکمل حاصل نہ کرلے۔

رزقِ حلال اگر کم بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور تھوڑی سی روزی میں زیادہ کام بن جاتے ہیں۔

پیارے بچو! پرانے زمانے کی بات ہے ایک گاؤں میں ایک غریب کسان اپنے بچوں کے ساتھ رہتا تھا، وہ بہت نیک اور دیندار تھا،ان کی گزر بسر بڑی تنگی سے ہُوا کرتی تھی، اکثر گھر میں فاقے ہی رہتے تھے۔

اس کی بیوی کہا کرتی تھی کہ کوئی کاربار کرلو، کہیں سے کچھ بھی کام کرکے اپنی آمدنی کو بڑھاؤ، مگر وہ کسان رات دن اپنے کھیتوں پر کام کرتا اور اللہ تعالیٰ سے رزقِ حلال مانگتا اور برکت والی روزی کے لئے دعائیں کرتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال کمائی طلب کرنا (نماز روزہ وغیرہ کے) فریضے کے بعد فرض ہے۔

اس کسان کا یہ پکا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا مقدر میں لکھ دیا ہے وہ ان شاء اللہ ضرور ملے گا۔

ایک دن اس کسان کو خواب نظر آیا کہ کھیت میں ایک جگہ بہت سا خزانہ دبا ہوا ہے،اور کوئی غیب سے آواز دینے والا پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ خزانہ تیرا ہے،تو جا کر اس کو نکال لے،مگر اس کسان نے اس آواز دینے والے سے سوال کیا کہ کیا اس خزانہ میں میرے لئے برکت ہے؟

جواب ملا کہ نہیں اس کسان نے صبح کو اپنی بیوی کو یہ خواب سنایا۔

www.idaraghufran.org

تواس کی بیوی کہنے لگی کہ آپ فوراً جاؤ اور تلاش کرو، کیا پتہ یہ خزانہ ہمیں مل جائے ، میرا اور بچوں کا کچھ تو خیال کرو، نہ ہمارے پاس اچھا کھانے کو ہے نہ اچھا پہننے کو، بس آپ اس خزانے کو نکال کرلاؤ تا کہ ہماری بھوک اور غربت ختم ہو، اور ہمارے بھی دن پھر جائیں۔

مگر وہ کسان نہ مانا، دن یوں ہی غربت اور افلاس میں گذرتے رہے، پریشانیاں ختم ہونے کا نام نہ لیتیں۔

کچھ عرصے کے بعد پھر اس کسان کو خواب نظر آیا کہ کوئی غیب سے آواز آرہی ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ پر اتنے سارے سونے کے سکے دفن ہیں، وہ جا کر نکال لو، اس کسان نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا اس میں میرے لئے برکت ہے؟ جواب ملا کہ نہیں۔

پھر اس کسان نے وہ سونے کے سکے نہیں نکالے، کسان نے یہ خواب بھی اپنی بیوی کو سنا دیا، خواب سُن کر اس کی بیوی نے بہت کہا کہ آپ وہ خزانہ نہیں لائے تھے چلو یہ سکے ہی لے آؤ تا کہ ہمارے کچھ دن تو اچھے گذر جائیں۔ مگر وہ کسان نہ مانا، اور نکال کر نہیں لایا۔

اسی طرح کچھ دنوں کے بعد تیسری مرتبہ پھر خواب نظر آیا کہ کوئی پکارنے والا پکار کر کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ پر جا اور دیکھ، وہاں پر ایک سونے کا سکہ ہے وہ تو لے لے اور اس سے اپنا کام چلا۔

اس کسان نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا میرے لئے اس میں خیر اور برکت ہے؟

جواب ملا کہ ہاں، اس میں تیرے لئے برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

صبح ہوتے ہی کسان وہ سونے کا سکہ نکالنے کے لئے چلنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اتنی دولت مل رہی تھی وہ تو لائے نہیں اب اس ایک سکہ کی تلاش میں چل پڑے ہو؟ کسان نے اس کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اگر برکت والی روزی تھوڑی کم بھی دے تو وہ بے برکت کے ڈھیروں مال اور سونا چاندی سے بہتر ہے، کیونکہ کئی گھروں میں روپیہ پیسہ اور دولت تو بہت ہوتی ہے، مگر اس دولت کی وجہ سے آپس میں محبت اور پیار نہیں، بلکہ دوریاں اور نفرتیں ہو جاتی ہیں، بلکہ بھائی بھائی ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔

کسان نے اُس ایک سونے کے سکہ کو نکال لیا، اور اللہ کا شکر ادا کر کے اسے لے کر واپس گھر کی طرف چل پڑا۔

راستہ میں اس کسان نے دیکھا کہ ایک جگہ پر شکاری مچھلی بیچ رہا ہے، اس نے سوچا کہ ایک سکہ کا میں کیا کام کروں گا؟، چلو اس کی گھر والوں کے لئے مچھلی خرید کر لے چلتا ہوں، روزانہ گھر میں روکھی سوکھی کھا کر گذارا کرتے ہیں، آج سب مچھلی کھالیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے مچھلی خریدی اور گھر لے آیا، شام کو کسان نے گھر پہنچ کر مچھلی کو کاٹا اور پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک نایاب قسم کا ہیرا نکلا، اس ہیرے کی چمک سے کسان کا پورا گھر روشن ہو گیا، اس ہیرے کو دیکھ کر کسان اور اس کی بیوی بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر ادا کیا جائے، پھر کسان نے شہر میں جا کر اس ہیرے کو فروخت کیا تو وہ ہیرا لاکھوں روپوں کا بکا، کسان نے شہر آ کر عالیشان گھر خریدا اور کاروبار شروع کر دیا۔

اب کسان کا شمار شہر کے بڑے تاجروں اور مالداروں میں ہونے لگا، اس کے گھر میں ہر طرح کی عیش وعشرت کا سامان اللہ تعالیٰ نے دے دیا، یوں ایک سکے کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی، اب کسان خوب اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرتا اور غریبوں کی مدد کرتا کیونکہ اسے اپنے غربت میں بیتے ہوئے دن یاد تھے، اور صدقہ خیرات کرنے والے کے مال میں اللہ تعالیٰ مزید برکت عطا فرماتے ہیں، غرضیکہ کسان کے ہاں مال دولت کے انبار لگ گئے، نوکر چاکروں کی کوئی حد نہ رہی، گویا کہ اس کے گھر اللہ کی رحمتیں برس رہی ہوں۔

پیارے بچو! ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور برکت والی روزی ہی مانگنی چاہئے اور جب اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی رحمت کرے اور مال و دولت دے تو غرور نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرنا چاہئے، کیونکہ روپیہ پیسہ، مال و دولت عزت اور ذلت دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، اور ہر طرح کی بڑائی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''مئی 2010ء - جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 5)

علم کی دولت

پیارے بچو! علم بہت بڑی دولت ہے، ہمارے بزرگوں کو پہلے زمانے میں علم حاصل کرنے کے لئے بہت تکلیفیں اٹھانا پڑتی تھیں، دور دراز کے سفر کرنے پڑتے تھے، اور سفر بھی پیدل ہوتا تھا یا پھر گھوڑوں خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر سفر کیئے جاتے تھے، کئی کئی مہینے کا سفر کر کے علم حاصل کرنے کے لئے استادوں کے پاس جانا پڑتا تھا۔

پیارے بچو! ہمارے بزرگوں نے مشقتیں اٹھا کر تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو ہمارے لئے عام کیا۔

آج کل تو ہمارے لئے بہت آسانیاں ہیں، شہر شہر اور گاؤں گاؤں سکول اور مدرسے کھلے ہوئے ہیں، جہاں پر تعلیم دی جاتی ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)

پیارے بچو! علم کے بغیر ہم لوگ کوئی بھی کام بہتر طریقہ سے انجام نہیں دے سکتے، کیونکہ اچھے اور برے عمل کا پتہ ہمیں علم کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی پسند ناپسند اور جائز وناجائز کو جاننا ایک مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے، تاکہ وہ ناجائز کاموں سے بچ کر جائز کام کر سکے، اس کے لئے بقدرِ ضرورت شریعت کے احکام کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

پیارے بچو! بہت پرانے زمانے کی بات ہے، ایک بزرگ رات دن پہاڑ کے ایک غار میں عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ ہر وقت صرف اللہ اللہ کیا کرتے۔ پڑھے لکھے تو تھے نہیں نہ ہی کسی بزرگ سے تعلق قائم رکھا، بس جو دل میں آتا اس پر عمل کر لیا کرتے۔

ایک مرتبہ ان کو خیال آیا کہ جب ایک آنکھ سے کام چل سکتا ہے تو دوسری آنکھ استعمال کرنا فضول ہے۔

www.idaraghufran.org

یہ سوچ کر انہوں نے اپنی ایک آنکھ پر پٹی باندھ لی۔

اسی طرح ایک مرتبہ ان کی طبیعت میں خوشبو استعمال کرنے یا خوشبو سونگھنے کا تقاضا پیدا ہوا، تو انہوں نے گندگی کی بدبودار بتی بنا کر ناک میں لگالی، اس سے مقصد نفس وطبیعت کو سزا دینا تھا، کہ اس نے خوشبو کی خواہش کیوں کی، گویا کہ طبیعت کی ایسی جائز یا مباح خواہشات کو بھی وہ خدا پرستی اور عبادت کے خلاف سمجھتے تھے۔

یہ بزرگ عبادت میں مصروف رہتے ، نہ اچھا کھاتے پیتے تھے، نہ کبھی کسی سے ملتے جلتے تھے، بس ہمیشہ غار کے اندر ہی رہتے تھے۔

پھر اُس جنگل سے کسی بزرگ کا گزر ہوا، اُن بزرگ نے دیکھا کہ یہاں جنگل بیابان میں ایک عابد رہتے ہیں، سوچا کہ ضرور کوئی پہنچے ہوئے اللہ کے ولی ہوں گے ......تو اُن کا دل چاہا کہ اس اللہ کے ولی سے ملاقات کرنی چاہئے۔

انہوں نے غار میں جا کر دیکھا کہ اس بزرگ کی ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور ناک پر نجاست لگی ہے۔

سلام دعا کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ آپ نے ایک آنکھ کیوں باندھی ہوئی ہے؟ کیا کوئی چوٹ لگی ہے؟ اور یہ ناک میں کیا لگایا ہوا ہے؟

یہ سن کر اس عابد صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ ایک آنکھ سے گزارا ہو جاتا ہے، اس لئے میں نے دوسری آنکھ پر پٹی باندھ لی ہے اور میرے نفس نے مجھ سے خوشبو سونگھنے کی خواہش کی تھی اس لئے میں نے ناک میں بدبودار بتی لگا دی ہے۔

یہ سن کر اس بزرگ نے پوچھا کہ آپ نے یہ حالت کب سے بنائی ہوئی ہے؟

اس عابد نے بتایا کہ بہت عرصہ ہو گیا، اور اسی حالت میں میں اس غار میں عبادت کر رہا ہوں۔

یہ سن کر اس بزرگ کو بہت صدمہ ہوا اور وہ بولے اللہ کے بندے اول تو اللہ تعالیٰ نے جب خود دو آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں (چاہتے تو ایک آنکھ دیتے) تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی

اس نعمت کو جائز موقعوں پر استعمال کرے، پس تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکرادا کر! کیونکہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو آنکھوں کی نعمت سے محروم ہیں اور دیکھ نہیں سکتے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور پسند ناپسند کا علم شریعت سے ہوتا ہے، اور نبی کے طریقے سے ہوتا ہے، تو شریعت میں کہیں اس کی تعلیم نہیں دی گئی، اور نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتایا ہے، کہ آدمی اللہ کی اس نعمت کا یہ حشر کرے، اور وضو کرتے ہوئے پورا منہ دھونا چاہئے، جبکہ آپ نے آنکھ پر پٹی باندھی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے آپ کا وضو نہیں ہوتا۔

اور یہ نجاست جو ناک میں چپکا رکھی ہے، تو یہ بھی جہالت اور اپنے اعمال وعبادت کو برباد کرنے والی بات ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تو جسم کا، کپڑوں کا اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ تو نے اپنی زندگی کا اتنا عرصہ ضائع کر دیا، اب اللہ سے توبہ کر اور اس پورے عرصے کی نمازوں کی قضا کر...... اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کر، عبادت کرنے کے لئے بھی مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہے وہ کسی اللہ والے سے سیکھ، تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ آجائے۔

یہ سن کر وہ عابد بہت شرمندہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے اس بزرگ سے علم حاصل کرنے لگا۔

پیارے بچو! دیکھو پڑھے لکھے اور علم حاصل کئے بغیر اس عابد کو کیا ملا؟

اس کی جوانی اور عمر خراب ہوگئی۔ اس لئے خوب دل لگا کر پڑھائی کرو، کیونکہ بڑے ہو کر انسان کھانے کمانے کے جھنجھٹوں میں پھنس جاتا ہے اور پھر تمام زندگی علم حاصل نہیں کر پاتا۔

اس لئے وقت کی قدر کرتے ہوئے خوب محنت کر کے پڑھ لکھ کر آگے بڑھو! کیونکہ جاہل آدمی کی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہوتی اور آپ کو بڑے ہو کر ملک وقوم کی خدمت کرنا ہے، اور اپنے دین کو دنیا میں سر بلند کرنا ہے، جس کے لئے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ماہنامہ التبلیغ ''جون 2010ء - جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ'' جلد 7 شمارہ 6)

بچوں کی اخلاقی تربیتی کہانیاں
اچھے بچو
مُصنّف
حکیم محمد فیضانؒ